Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد
61

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
33

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

27 رمضان 1433 ہجری قمری 16 ظہور 1391 ہش 16 اگست 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللّٰھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا فی عمرہ وامرہ

اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس پر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے۔ اس نے مجھے صدی چہاردہم کا مجدّد کیا جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’غرض یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ اُس وقت بھیجے گا جب صلیب کا غلبہ ہوگا جس سے مراد یہ ہے کہ صلیبی دین کا فتنہ بڑھا ہوا ہوگا اس کی اشاعت اور توسیع کے لئے ہر ایک قسم کے حیلوں کو کام میں لایا جائے گا اور دنیا میں وہ ظلم و زور جس کا دوسرے لفظوں میں شرک اور مردہ پرستی نام ہوسکتا ہے، پھیلا یا جاوے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھیجے گا اس کا کام یہی ہوگا کہ اس ظلم و زُور سے دنیا کو پاک کرے اور مردہ پرستی اور صلیب پرستی کی لعنت سے دنیا کو بچائے۔ اس طرح پر وہ صلیب کو توڑے گا۔ بظاہر یہ تناقض معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں سے یَضَعُ الْحَرْب بھی لکھا ہے کہ وہ لڑائیاں نہ کرے گا اور صلیب کے توڑنے میں لڑائیوں کی ضرورت ہے۔ یہ تناقض سطحی خیال کے آدمیوں کو نظر آتا ہے جنہوں نے مسیح موعود کی آمد اور بعثت کی غرض کو ہرگز نہیں سمجھا حالانکہ یَضَعُ الْحَرْب کا لفظ ہی کسر صلیب کی حقیقت کو بتاتا ہے کہ اس سے مراد جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے لکڑی یا دوسری چیزوں کی صلیبوں کو توڑنا نہیں بلکہ صلیبی ملّت کی شکست ہے اور ملّت کی شکست بیّنہ اور براہین سے ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ (الانفال:43)۔

بہر حال ہمارے مخالف علماء جو مخالفت میں اس قدر غلو کرتے ہیں اگر ٹھنڈے دل سے اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا یقین رکھ کر ان باتوں کو سوچتے تو یقیناً ان کو اس کے سوا چارہ نہ ہوتا کہ وہ میرے پیچھے ہو لیتے۔ وہ دیکھتے کہ صدی کا سر آ گیا بلکہ اس میں سے انیس سال گزرنے کو آ گئے ہیں اور صدی پر مجدد کا آنا ضروری ہے ورنہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اور جب وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو ان کو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ، طبعی رنگ میں الگ مذہب پر زد ہے۔ ہر شخص جو کسی فن میں، کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے مرد، عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں یا بچے علاج کے لئے شفاخانہ میں داخل ہو گئے ہیں اور پھر ان کا پتہ اس وقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی بن کر ظاہر نہیں کئے گئے۔ سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں۔ غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔ اب اس فتنہ پر ان کی نگاہ ہوتی تو ان کو ماننا پڑتا کہ اس فتنہ کی اصلاح و مدافعت کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے ضرور آنا چاہئے۔ قرآن شریف سے بے توجہی اور لاپرواہی پر نظر کرتے تو کہتے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے وعدہ کے موافق ضرور کوئی محافظ قرآن اس وقت آنا چاہئے اور پھر سلسلہ خلافت موسوی اور سلسلہ خلافت محمدی کی مشابہت پر نظر ہوتی تو ماننا پڑتا کہ اس وقت چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء ضرور آنا چاہئے۔

اس طرح پر ایک نہیں بہت سی باتیں تھیں جو ان لوگوں کی ہدایت اور راہبری کا موجب بن سکتی تھیں مگر نفس پرستی کی وجہ سے تعصب اور ضد سے انہوں نے ان پر غور نہیں کیا اور مخالفت اختیار کی۔ ان امور کا جو میں پیش کرتا ہوں وہی انکار کرسکتا ہے جو گھر سے باہر نہیں نکلتا اور حجروں ہی میں پرورش پاتا ہے۔ جو شخص کہتا ہے فتنہ نہیں ہوا تو میں اس کو متعصّب ہی نہیں سمجھتا بلکہ وہ بے ادب اور گستاخ ہے جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عزت و تکریم کا خیال نہیں ہے اور اس سے بے خبر محض ہے۔ مگر عقلمند اور دین سے واقف سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس فتنہ کو خفیف نہیں سمجھا اور حقیقت میں خفیف نہیں۔ میں بار بار اس امر پر اسی لئے زور دیتا ہوں کہ لوگوں کو اس امر پر اطلاع ملے۔ ان کا ایک ایک پرچہ اگر دیکھا جاوے تو وہ ایک ایک لاکھ نکلتا ہے۔ وہ وسائل اشاعت اور تبلیغ کے جواَب پیدا ہو گئے ہیں پہلے کہاں تھے؟ اس سے پہلے ردّ اسلام میں ایک رسالہ تو دکھاؤ۔ مگر اس صدی میں اگر ان رسالوں اور اخباروں اور کتابوں کو جو اسلام کے خلاف لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کرو تو ان کا اونچا ڈھیر کئی میل تک چلا جاوے بلکہ مَیں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ اونچا ڈھیر دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی اونچائی سے بھی بڑھ جاوے اور اگر ان کو برابر سطح پر رکھا جاوے تو کئی میل لمبی لائن ہو۔ اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس پر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ ہم مجادلہ کرنے والے سے بات کرنا نہیں چاہتے اور اس سے بحث کرنا بجز تضیّع اوقات اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں جو طالب حق ہو وہ ہمارے پاس آئے اور یہاں رہے اور پھر ہر طرح اس کی تسلی اور اطمینان کو تیار ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ پائے نہیں جاتے بلکہ مخالف تو دو چار دس منٹ میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گویا مذہبی قمار بازی ہے۔ اس طرح پر حق کھل نہیں سکتا۔ آپ خود سوچیں کہ عیسائیت اسلام کو مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر زور لگا رہی ہے۔ کلکتہ کے بشپ نے لندن جا کر جو تقریر کی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی آدمی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا خیر خواہ اور وفادار نہیں ہوسکتا جب تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ایسی تقریروں اور بحثوں سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عیسائی بنانے کے لئے کس قدر کوشش یہ لوگ کرنی چاہتے ہیں اور ان کی نیت میں کیا ہے؟ وہ صاف چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ رہ جاوے۔ عیسائی مشنریوں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جس قدر اسلام ان کی راہ میں روک ہے اور کوئی مذہب ان کی راہ میں روک نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیّور ہے۔ اس نے سچ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اس نے اس وعدہ کے موافق اپنے ذکر کی محافظت فرمائی اور مجھے مبعوث کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے اس نے مجھے صدی چہاردہم کا مجدد کیا۔ جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے۔ اگر ہم اس دعویٰ میں غلطی پر ہیں تو پھر سارا کاروبار نبوت کا ہی باطل ہوگا اور سب وعدے جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ بھی جھوٹوں کی حمایت کرنے والا ثابت ہوگا (معاذ اللہ) کیونکہ ہم اس سے تائیدیں پاتے ہیں اور اس کی نصرتیں ہمارے ساتھ ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 368 تا 371۔ ایڈیشن ۲۰۰۳)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خیر اُمت کی موجودہ ابتر حالت اور اُس کا حل

(قسط:اوّل)

قرآن مجید خدائے واحد و یگانہ کا عطا کردہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے جس کی نظیر دنیا کی کوئی اور مذہبی کتاب نہیں ہوسکتی۔قرآن مجید اخلاقی،تمدنی،لسانی،حفاظتی اور تاثیری لحاظ سے بے مثل اور یکتا منفرد کتاب ہے۔اس عظیم دستور کی موجودگی نے دین اسلام کو تمام ادیان سے بالا اور مکمل و افضل بنا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس عظیم کتاب کے پیروکاروں اور متبعین کو قرآن مجید نے خیر اُمت کے لقب سے یاد کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران:۱۱۱)

ترجمہ: تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لئے پیدا کیا گیا ہے۔تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔

قرآن مجید پر عمل کے نتیجہ میں عرب کے وحشی تمام معلوم دنیا کے سربراہ اور علم و حکمت کے مالک بنے۔ایک زمانہ تک مسلمانوں میں سائنسی اور علمی دنیا کے رہبر اور راہنمار ہے۔اور دنیا ان کی تقلید کو فخر سمجھتی رہی۔لیکن آج خیر اُمت کی حالت پستی اور زوال کی نہ ختم ہونے والی مسلسل تاریک داستان بن چکی ہے۔

اس وقت ساری دنیا کے مسلمان شدید ابتلاء و آزمائش کے بحران میں مبتلا اور جبر کے شکار ہیں۔کہنے کو تو کُرہ ارض پر ۵۰ سے زائد مسلم ممالک موجود ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کہیں غیر قومیں مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہی ہیں اور کہیں وہ خود آپس میں لڑ کر تباہی و بربادی کی سمت مزید بڑھ رہے ہیں۔دنیا میں مسلمانوں کی عددی تعداد تقریباً ڈیڑھ ارب ہے لیکن ان کی قوتیں اور صلاحیتیں بکھری ہوئی ہیں اور ایمان و اتحاد جو تمام تر طاقتوں کا سرچشمہ ہے اُس کے سوتے خشک نظر آتے ہیں۔مسلمانوں کی بربادی اور خون ارزانی کا یہ عالم ہے کہ مسلم ملکوں میں مسلمان اپنے بھائیوں کا بے دردی سے نسلی، مسلکی، سیاسی عناد کی بنا پر ناحق خون بہا رہے ہیں۔دوسری طرف مسلم دشمن استعماری قوتیں مسلمانوں کو لڑا کر تماشہ دیکھ رہی ہیں اور مسلمان کٹھ پتلی کی مانند اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔رہے وہ ملک جہاں اکثریت تو مسلمانوں کی نہیں ہے لیکن وہاں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے وہاں مسلمان مسلکوں اور فرقوں کے نام پر بٹے ہوئے ہیں اور آپس میں دست و گریباں ہیں۔ایسے ملک جہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے ان کا رویہ بھی مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا رہے اور وہ ہر لحاظ سے پسماندہ اور زیردست بن کر رہیں۔ان کے بنیادی انسانی حقوق تک سلب کر لئے جائیں اور اُنہیں اُف تک کہنے کی اجازت نہ ہو۔فلسطینی مسلمانوں کی آج یہی حالت ہے اُنہیں جابر حکومت کی جانب سے دوسرے بلکہ تیسرے درجے کا شہری بنا دیا گیا ہے۔اُنہیں مخصوص علاقوں میں محصور کر دیا گیا ہے نہ اُس کی کوئی سیاسی آواز ہے نہ کوئی علمی تشخص۔یہاں تک کہ وہ احتجاج کرنے کے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں۔بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کا معاملہ اور بھی المناک ہے۔بوسنیا ہرزیگووینا یوگوسلاویہ کا حصہ تھا اور وہاں ۶۵ سال تک کمیونزم کی حکمرانی رہی۔کمیونزم نے تمام طاقت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش کی چنانچہ بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں نے اپنے نام تک مقامی زبانوں میں رکھ لئے لیکن یوگوسلاویہ کے خاتمہ کے ساتھ ہی بوسنیا کے مسلمان سربوں اور کروٹس کا نشانہ بن گئے اور ساڑھے تین سال کی خانہ جنگی میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ملک میں ایک دو نہیں سینکڑوں اجتماعی قبریں لاشوں سے پُر ملی۔اُن کا واحد جرم یہ تھا کہ تم ''مسلمان'' ہو یا اگر تم مسلمان نہیں ہو تو تمہارے آبا و اجداد ضرور مسلمان تھے۔

آج برما میں بھی یہی کہانی دوبارہ دوہرائی جا رہی ہے۔برما کے ارکان پہاڑی علاقے میں ''رکھینے'' علاقہ میں روہنگائی مسلمان صدیوں سے آباد ہیں۔مگر میانمار (برما) کی حکومت اُنہیں اپنے ملک کا قبول نہیں کرتی۔ان پر مسلمان ہونے کی وجہ سے بدھسٹوں کی طرف سے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ان کی املاک کو تباہ کیا جا رہا ہے۔گھروں کو جلایا جا رہا ہے اور ان کو ہزاروں کی تعداد میں ملک چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔بدقسمت مہاجرین پڑوسی ملک بنگلہ دیش میں پناہ کے لئے کشتیوں میں سوار ہو کر آ رہے ہیں لیکن بنگلہ دیش حکومت انہیں برمی بتا کر واپس بھیج رہی ہے۔صورت حال اتنی سنگین ہے کہ کوئی ملک انہیں سیاسی پناہ دینے کو تیار نہیں۔پس سمندر ہی آخری پناہ گاہ بنا ہوا ہے۔درجنوں مسلمان ہلاک ہو چکے ہیں۔عورتیں اور بچے فاقہ کشی پر مجبور ہیں۔ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔صوبہ راکھین جہاں پر مسلمانوں پر تشدد جاری ہے وہاں ایمرجنسی لگا دی گئی ہے۔

ہمارے دوسرے پڑوسی ملک سری لنکا سے آنے والی اطلاعات بتا رہی ہیں کہ وہاں بھی مسلمانوں کی حالت بہتر نہیں ہے۔اور ان کے لئے زمین تنگ کی جا رہی ہے۔گلف نیوز کی ۲۹ اپریل ۲۰۱۲ کی اشاعت میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق سری لنکا کے علاقہ ''دم بلا'' میں ۶۵ سال سے موجود مسجد پر بدھسٹوں نے حملہ کیا اور مسجد کو شہید کرنے کی دھمکی دی۔اسی واقعہ کے بعد سری لنکا کے وزیر اعظم ڈی ایم دیارتنے نے ایک بیان میں کہا کہ مسجد کو گرا دیا جائے کیونکہ ان کے بیان کے مطابق مسجد ایک ایسے علاقے میں واقع ہے جو بدھسٹوں کیلئے ''مقدس'' ہے۔مسلمانوں کے دکھ کو کم کرنے کیلئے وزیر اعظم نے کہا کہ مسلمانوں کو کسی اور علاقہ میں مسجد تعمیر کر کے دی جائے گی۔

وطن عزیز ہندوستان میں مسلمان ۲۰ کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں لیکن یہاں ان کی نہ سیاسی تعلیمی طاقت ہے نہ اخلاقی۔ان کا پسماندگی کی سطح سے اُوپر اٹھنا محال ہو گیا ہے۔مسلکوں اور گروہوں میں شیرازہ بندی ہے تعصب پسند ذہنوں کی طرف سے فرقہ وارانہ فسادات رہ رہ کر ملک کے مختلف حصوں میں رونما ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں حالیہ فسادوں میں ماہ جون ۲۰۱۲ میں صوبہ یوپی کے ضلع متھرا کوسی کلاں اور پرتاپ گڑھ کنڈہ کے موضع استھان کے فسادات کو دیکھا جا سکتا ہے۔اخبار انقلاب میں ۲۹ جون ۲۰۱۲ صفحہ ۱۱ کے مطابق ''کوسی کلاں میں تقریباً چھ گھنٹے تک خونی کھیل جاری رہا اور اس میں ۱۴ افراد ہلاک اور ۱۶ زخمی ہوئے۔۳۶ مکان اور ۱۵ گاڑیاں جلا دی گئیں۔فساد کی وجہ بقول اخبار انقلاب یہ تھی کہ یکم جون ۲۰۱۲ کی دوپہر تقریباً ۲ بجے کوسی کلاں سرائے شاہی واقع ایک مسجد کے باہر رکھے ٹب میں ایک ہندو نے پیشاب کرنے کے بعد اپنا ہاتھ اس میں دھو لیا۔جس پر مسلمانوں نے اعتراض کیا۔اس معمولی سی بات نے اتنا طول پکڑا کہ دونوں فرقوں کے لوگ آمنے سامنے آ گئے اور پتھراؤ شروع ہو گیا۔دیکھتے ہی دیکھتے علاقہ فرقہ وارانہ فسادات کی زد میں آ گیا۔اسی طرح آسام کا صوبہ دنگوں کی آگ میں جل رہا ہے۔تین لاکھ سے زائد مسلمانوں کو مہاجرین کے کیمپوں میں اپنا گھر بار چھوڑ کر رہنا پڑ رہا ہے۔

مختصر یہ کہ اس وقت ساری دنیا کے مسلمان بے بسی و ہراس کی زندگی میں مبتلا ہیں۔ان کو کہاں فرصت ہے کہ وہ بیت المقدس کے تحفظ کی فکر کریں یا فلسطین کے ستم رسیدوں کیلئے مدد کی سوچیں۔مسلم ممالک کے سربراہ اسی انتشار اور سربراہی کے حصول میں مست ہیں۔کہاں فرصت کہ تمام عراق، افغانستان، پاکستان وغیرہ ممالک میں ہونے والے خانہ جنگی اور خودکش حملوں کو بند کرانے کیلئے اپنے اثرات استعمال کریں۔ان کو اتنی بھی توفیق نہیں ہے کہ متحد ہو کر قرآن مجید کی کھلم کھلا بے حرمتی کرنے والوں اور نذر آتش کرنے والوں اور مکہ و مدینہ کو تباہ کرنے کا اعلان کرنے والوں کے خلاف اپنی ایمانی غیرت کا بھرپور اظہار کر سکیں۔خیر اُمت عجیب کشمکش مظلومیت مقہوریت اور بے حسی کے عالم میں مبتلاء ہے۔ایسے نازک حالت میں ہر حساس مسلم کا دل اس بات کو جاننا چاہتا ہے کہ کیا مسلمانوں کیلئے اس نازک حالات سے رہائی کی کوئی راہ ہے؟ اور اگر کوئی راہ ہے تو وہ کون سی ہے؟ انشاء اللہ اس بارہ میں اگلی قسط میں گفتگو کریں گے۔(جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

رحم کر ظلم نہ ڈھا آہ غریباں سے ڈر

(منظوم کلام: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

ہائے وہ سر جو رہِ یار میں قربان نہ ہو
وائے وہ سینہ کہ جو عشق میں بریان نہ ہو

حیف اس روح پہ جو مست رُخ یار نہیں
تف ہے اس آنکھ پہ جو شوق میں گریان نہ ہو

دل یہ کہتا ہے اسی در پہ رما دے دُھونی
نفس کہتا ہے کہ اُٹھ منت میں ہلکان نہ ہو

زندگی ہیچ ہے انسان کی دنیا میں اگر
سینہ میں قلب نہ ہو قلب میں ایمان نہ ہو

آدمی وادیٔ ظلمت میں بھٹکتا مر جائے
راہنمائی کا اگر عرش سے سامان نہ ہو

ہاتھ گر کام میں ہو دل میں ہو رب ارباب
کوئی مشکل نہیں دنیا میں کہ آسان نہ ہو

واعظا شرم سے مر جانے کی جا ہے صد حیف
لب پہ قرآن ہو پر سینہ میں قرآن نہ ہو

نخل ایمان پنپنے کا نہیں زاہد خشک
سینچنے کو اسے گر چشمۂ عرفان نہ ہو

چھوڑ کر راہ خدا راہ بُتاں پر مت جا
عقل دی ہے تجھے اللہ نے نادان نہ ہو

نسل آدم ہے تو ابلیس کے پیچھے مت چل
بندہ رحمن کا بن بندۂ شیطان نہ ہو

رحم کر ظلم نہ ڈھا آہ غریباں سے ڈر
کام وہ کر کہ جسے کر کے پشیمان نہ ہو

غیر ممکن ہے کٹے راہ طریقت جب تک
جام اعمال نہ ہو بادۂ ایمان نہ ہو

سر میں ہو جوش جنوں دل میں ہو عشق محبوب
خوف دوزخ نہ رہے خواہش رضوان نہ ہو

اب تو خواہش ہے وہاں جا کے لگائیں ڈیرا
دیکھنے کو بھی جہاں صورت انسان نہ ہو

ہوں گنہگار ولے ہوں تو ترا ہی بندہ
مجھ سے ناراض ترے صدقے مری جان نہ ہو

یاس اک زہر ہے بچ اس سے بشیرؔ عاصی
فضل ہو جائے گا اللہ کا پریشان نہ ہو

(الفضل انٹرنیشنل ۲۹ مئی ۲۰۰۹ صفحہ ۲)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ سے کسی معاملے میں مدداور رہنمائی چاہنی ہو، یا اپنی پریشانیوں کا حل کروانا ہو، یا خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہو تو یہ سب باتیں اُسی وقت ہوتی ہیں جب اپنی تمام تر طاقتوں اوراستعدادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آگے جھکا جائے، اُس کے حضور دعائیں کی جائیں۔آج تک ہمارا یہی تجربہ ہے کہ پھر خدا تعالیٰ ایسی دعاؤں کو سنتا ہے، یا ایسی رہنمائی فرما دیتا ہے جو اگر دعا مانگنے والے کی خواہش کے مطابق نہ بھی ہو تب بھی تسلی اور تسکین کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی حقیقت وآداب کا ادراک ہمیں عطا فرمایا

اور سب سے بڑھ کر اپنے اُن صحابہ کو عطا فرمایا جن کی براہِ راست تربیت آپ نے فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے قبولیت دعا کے حوالہ سے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دعاؤں کی حقیقت اور آداب کا جو ادراک صحابہ کو حاصل ہوا، یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہمیں بھی روشن نشانوں کے ذریعہ قبولیت دعا کے نشان دکھائے۔ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان میں مضبوط ہو اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے والا ہو۔

یہ دعا ہے جو آجکل بھی ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ یہ الہام جو مَیں نے بتایا کہ نہ کوئی عارضی رہائش باقی رہے گی نہ مستقل۔ دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں اور جس طرح جنگِ عظیم کا خطرہ ہے، اس بارے میں بھی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے بلکہ انسانیت کو اس سے محفوظ رکھے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 رجون 2012ء بمطابق 15 راحسان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 6 جولائی 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بھی لازم ہے کہ (ایک انسان) جیسے دنیا کی راہ میں کوشش کرتا ہے،‘‘ ویسے ہی خدا کی راہ میں بھی کرے پنجابی میں ایک مثل ہے ’جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا‘۔ فرمایا: ’’لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔ اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنّت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 630۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی اس دعا کی قبولیت ہوگی یا پھر اللہ تعالیٰ بتا دیتا ہے کہ نہیں، یہ دعا اس رنگ میں قبول نہیں ہوگی۔

پس یہ دعا کی حقیقت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو صرف سطحی دعا نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھتے ہوئے، یہ ایمان رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے اور پھر اس ایمان کے ساتھ مکمل طور پر ڈوب کر دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کسی معاملے میں مدد اور رہنمائی چاہنی ہو، یا اپنی پریشانیوں کا حل کروانا ہو، یا خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہو تو یہ سب باتیں اُسی وقت ہوتی ہیں جب اپنی تمام تر طاقتوں اور استعدادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آگے جھکا جائے، اُس کے حضور دعائیں کی جائیں۔ آج تک ہمارا یہی تجربہ ہے کہ پھر خدا تعالیٰ ایسی دعاؤں کو سنتا ہے، یا ایسی رہنمائی فرما دیتا ہے جو اگر دعا مانگنے والے کی خواہش کے مطابق نہ بھی ہو تب بھی تسلی اور تسکین کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔

پھر آدابِ دعا کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں‘‘۔ فرمایا ’’بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیت ہوگئی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو سرے سے دعا کے منکر ہیں اور جو دعا کے منکر تو نہیں مگر ان کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ چونکہ ان کی دعائیں بوجہ آدابِ دعا سے ناواقفیت کے قبول نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ دعا اپنے اصلی معنوں میں دعا ہوتی ہی نہیں‘‘۔ (یعنی دعا کے آداب نہیں آتے اور جب دعا کے آداب نہیں آتے تو دعائیں قبول نہیں ہوتیں، لیکن فرمایا کہ اصل تو یہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ جو دعا کے اصل معنی ہیں اُس طرح دعا کی نہیں جاتی۔) فرمایا ’’اس لئے وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ان کی عملی حالت نے دوسروں کو دہریت کے قریب پہنچا دیا ہے۔ دعا کے لئے سب سے اوّل اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جاوے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سُوءِ ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوگا‘‘۔ (اللہ تعالیٰ پر بدظنی نہیں ہونی چاہئے کہ بہت لمبا عرصہ مَیں نے دعا کر لی اب کچھ نہیں ہوگا)۔

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 693-692 مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی حقیقت وآداب کا یہ ادراک ہمیں عطا فرمایا اور سب سے بڑھ کر اپنے اُن صحابہ کو عطا فرمایا جن کی براہِ راست تربیت آپ نے فرمائی۔ بلکہ آپ کی آمد سے جو دنیا میں ایک ہلچل مچی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی جو تحریک چلی، اُس نے بھی بہت سے ایسے لوگوں کو جن کی اللہ تعالیٰ اصلاح کرنا چاہتا تھا، اُن میں بھی دعا کی حقیقت اور آداب کا ادراک پیدا فرما دیا۔ اور یوں اُن لوگوں کا آپؑ پر ایمان اور بھی مضبوط ہوگیا۔ اس وقت مَیں آپ کے زمانے کے اور آپ سے فیض پانے والے چند صحابہ کا ذکر کروں گا جنہوں نے دعا کی حقیقت کو جانا اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اُن کی دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دکھائے جس سے اُن کے ایمان بھی مضبوط ہوئے اور وہ لوگ دوسروں کی ہدایت کا بھی باعث بنے۔

حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’1906ء میں یہاں سیالکوٹ میں طاعون کا از حد زور وشور تھا۔ رسالہ بند ہوگیا۔ ہر طرف مردے ہی مردے نظر آتے تھے۔ مولوی مبارک صاحب صدر میں مولا بخش صاحب کے مکان پر درس دے رہے تھے۔ مَیں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے بھی طاعون کی گلٹی نکل آئی۔ میں نے دعا کی کہ یا مولا! میں نے تو تیرے مامور کو مان لیا ہے اور مجھے بھی گلٹی نکل آئی ہے۔ پس اب مَیں تو گیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ صبح تک وہ گلٹی غائب ہوگئی اور میرا ایک ساتھی محمد شاہ ہوا کرتا تھا، اُسے میں نے دیکھا کہ مرا پڑا ہے۔ محمد شاہ اور میں دونوں ایک کمرے میں رہتے تھے‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 10 صفحہ نمبر 143 روایت حضرت میاں محمد نواز خان صاحبؓ)

پھر حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ سکنہ جموں فرماتے ہیں کہ مَیں ایک دفعہ جموں سے پیدل براہ گجرات کشمیر گیا۔ راستہ میں گجرات کے قریب ایک جنگل میں نماز پڑھ کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ والی دعا نہایت زاری اور انتہائی اضطراب سے پڑھی۔ اللہ تعالیٰ میرے حالات ٹھیک کر دے۔ کہتے ہیں اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری روزی کا سامان کچھ ایسا کر دیا کہ مجھے کبھی تنگی نہیں ہوئی اور باوجود کوئی خاص کاروبار نہ کرنے کے غیب سے ہزاروں روپے میرے پاس آئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 12 صفحہ نمبر 68 روایت حضرت خلیفہ نور الدین صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ 1915ء کو میرے بچے عبداللہ خان کو جبکہ میں بمع عیال قادیان میں تھا طاعون نکلی اور دو دن کے بخار نے اس شدت سے زور پکڑا کہ جب میں دفتر سے چار بجے شام کے قریب گھر میں آیا تو اُس کی نہایت خطرناک اور نازک حالت تھی۔ اُس وقت میرے یہی ایک بچہ تھا۔ والدہ یعنی بچے کی ماں جو کئی دنوں سے اُس کی تکلیف کو دیکھ دیکھ کر جاں بہ لب ہو رہی تھی، مجھے دیکھتے ہی زار زار رودی اور بچے کو میرے پاس دے دیا۔ سخت گرمی کا موسم اور مکان کی تنگی اور تنہائی اور بھی گھبراہٹ کو دوبالا بنا رہی تھی۔ (مکان بھی تنگ، گرمی کا بھی موسم، اکیلے اور اس پر یہ کہ بچہ بھی بہت زیادہ بیمار، تو گھبراہٹ اور بھی زیادہ بڑھ رہی تھی) کہتے ہیں مَیں نے بچے کو اُٹھا کر اپنے کندھے سے لگا لیا۔ بچے کی نازک حالت اور اپنی بے کسی، بے بسی کے تصور سے بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس اضطراری حالت میں بار بار اُن دعائیہ الفاظ کا اعادہ کیا کہ اے خدا! اے میرے پیارے خدا! اس نازک وقت میں تیرے سوا اور کوئی غمگسار اور حکیم نہیں، صرف ایک تیری ہی ذات ہے جو شفا بخش ہے۔ غرضیکہ میں اس خیال میں ایسا مستغرق ہوا کہ یکا یک دل میں خیال ڈالا گیا کہ تو قرآنِ کریم کی دعا قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ پڑھ کر بچے کے سر پر سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے نیچے کی طرف لا اور بار بار ایسا کر۔ چنانچہ مَیں نے بچشم تر (روتے ہوئے) اسی طرح عمل شروع کیا۔ یہاں تک کہ چند منٹوں میں بچے کا بخار اُتر گیا۔ صرف گلٹی باقی رہ گئی جو دوسرے دن آپریشن کرانے سے پھوٹ گئی اور چار پانچ روز میں بچے کو بالکل شفا ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 151-150 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

حضرت چوہدری امیر محمد خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے شفاخانہ ہوشیار پور میں علاج کراتے ایک عرصہ گزر گیا اور باوجود تین دفعہ پاؤں کے آپریشن کرنے کے پھر بھی پاؤں اچھا نہ ہوا تو ایک دن مس صاحبہ نے (یعنی انگریز نرس تھی) جو بہت رحمدل تھی اور خلیق تھی، مجھے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو پاؤں کو ٹخنے سے کاٹ دیا جائے کیونکہ اب یہ ٹھیک نہیں ہو رہا۔ کیونکہ گینگرین کی طرح کی صورت پیدا ہو رہی ہے تا کہ مرض ٹخنے سے اوپر سرایت نہ کر جائے۔ میں نے گھر والوں سے مشورہ کر کے اجازت دے دی۔ اُس پر مس صاحبہ بیوی کو دوسرے کمرے میں لے گئی جس کمرے میں پاؤں کاٹنا تھا۔ (یہ آپریشن بیوی کا ہونا تھا) مَیں نے ساتھ جانے کے لئے مِس صاحبہ سے اجازت چاہی مگر اُس نے کہا کہ آپ یہیں رہیں۔ لہٰذا میں وہیں وضو کر کے نفلوں کی نیت کر کے دعا میں مصروف ہو گیا۔ (بیوی کا آپریشن کرنے کے لئے وہ لے گئی)۔ مَیں وہیں نفلوں میں دعا میں مصروف ہو گیا اور دل اس خیال کی طرف چلا گیا کہ اے خدا! تیری ذات قادر ہے تُو جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ پس تو اس وقت پاؤں کو کاٹنے سے بچا لے۔ کیونکہ اگر پاؤں کٹ گیا تو عمر بھر کا عیب لگ جائے گا۔ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور اسی خیال میں سجدہ کے اندر سر رکھ کر دعا میں انتہائی سوز و گداز کے ساتھ مستغرق ہوا کہ عالمِ محویت میں ہی ندا آئی، یہ آواز آئی کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اور جب اس آواز کے ساتھ ہی مَیں نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مس صاحبہ (وہ نرس جو تھی) میری طرف دوڑی آ رہی ہے اور آتے ہی یہ کہا کہ سول سرجن صاحب فرماتے ہیں کہ اس دفعہ مَیں خود زخم کو صاف کرتا ہوں اور پاؤں نہیں کاٹتا، اس لئے کہ پاؤں کو ہر دفعہ کاٹا جا سکتا ہے (یعنی کہ پاؤں کو تو پھر بھی کاٹا جا سکتا ہے) مگر کاٹا ہوا پاؤں ملنا محال ہے۔ میں خدا کی اس قدرت نمائی اور ذرہ نوازی کے سو جان سے قربان جاؤں جس نے کرمِ خاکی پر ایسے نازک وقت میں لَا تَقْنَطُوْا کی بشارت سے معجز نمائی فرمائی۔ اور وہ پاؤں کٹنے سے بچ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 122-121 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ 1925ء میں جبکہ بوجہ زیادتی اخراجات کے انجمن میں تخفیف ہوئی اور مَیں بھی تخفیف میں آ گیا اور اخراجات خانگی نے مجھے ازحد پریشان کیا تو میں نے اس تنگی میں سوائے خدا کے آستانے کے اور کوئی چارۂ کار نہ دیکھا۔ لہٰذا مَیں اُس کی جناب میں جھک گیا۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک آ گیا اور اس میں مزید دعاؤں کی توفیق ملی اور پھر جب اعتکاف میں اور بھی سوز و گداز کے ساتھ دعاؤں کا موقع میسر آیا تب پنجابی میں اُن کو الہام ہوا کہ ’’دَم وَٹ زمانہ کٹ، بھلے دن آون گے‘‘۔ لیکن جب اس بشارت پر بھی عرصہ گزر گیا اور تنگی نے بہت ستایا تو فارسی میں بشارت ہوئی۔ ’’غم مخور زانکہ در ایں تشویش خورمی وصل یار می بینم‘‘۔ چنانچہ اس بشارت کے چند دن بعد خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکا عطا کیا جس کا نام محمود احمد ہے۔ اور اس کے بعد مَیں اگست 1926ء کو محکمہ اشتمال اراضیات میں بمشاہرہ (تنخواہ) نوّے روپے ماہوار سب انسپکٹر ہو گیا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے تیس روپیہ ماہوار کی بجائے نوّے روپیہ ماہوار عطا فرما دیئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 151-152 روایت حضرت چوہدری امیر خان صاحبؓ)

حضرت بابو عبدالرحمن صاحبؓ، حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے ساتھ اپنے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں اور چوہدری صاحب اور دو تین اور احمدی ایک تانگے میں بیٹھ کے قادیان پہنچ گئے۔ یہ سڑک اوّل دفعہ دیکھی تھی۔ اتنے دھکے لگتے تھے کہ بس الامان۔ بدن چُور ہو جاتا تھا۔ سارے رستے میں گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ سڑک کیا مثل ایک کچی گوہر کے تھی۔ پھر اس کے بعد تو جب تک ریل تیار ہوئی اسی راستے سے کبھی تانگے میں اور کبھی پا پیادہ قادیان آتے رہے۔ ہاں تو قادیان پہنچ کر مہمان خانے میں ہم ٹھہرے۔ بعدہٗ میں اور چوہدری صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب مسجد مبارک کی چھت پر جو موجودہ مسجد مبارک کی شمال کی طرف مختصر سی جگہ بشکل مسجد تھی، تشریف فرما تھے اور تقریباً دس بارہ دوسرے احباب حاضر تھے جن میں مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی تھے۔ بعد مصافحہ چوہدری صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ مَیں نے حقیر سی رقم جو ایک رومال میں بندھی تھی حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے رومال لے کر رکھ لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری درخواست پر حضور نے بیعت لی اور بعد بیعت ہونے کے سب حاضرین نے دعا کی۔ پھر حضرت صاحب سے رخصت ہو کر ہم کچے رستے سے بٹالہ پہنچے۔ پھر بٹالہ سے بذریعہ ریل اپنے گھر پر بٹالہ شہر میں پہنچ گئے۔ چونکہ تعمیر مکان کے دوران میں ہم اس کام کو بیچ میں چھوڑ کر قادیان چلے گئے تھے، (یعنی اُن دنوں میں وہ اپنا مکان بنا رہے تھے) اس لئے واپس آ کر پھر یہ تعمیر مکان کا کام شروع کیا۔ جب نیچے کی منزل تیار ہو چکی اور اوپر کی منزل تعمیر ہونا شروع ہوئی تو میں دفعتہً بیمار ہو گیا۔ بخار کی حرارت 104 درجہ تک پہنچ جاتی۔ اس طرح کئی روز گزر گئے۔ چوہدری رستم علی صاحب روزمرہ دریافت حال کے لئے تشریف لاتے اور تسلی دیتے اور فرماتے کہ میں حضرت صاحب کو روزمرہ دعا کے لئے لکھتا رہتا ہوں۔ ایک روز دن کا وقت تھا مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ میری ہمشیرہ مرحومہ کہہ رہی ہیں کہ دعا قبول ہو گئی۔ آنکھ کھلنے پر میں نے اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور لڑکوں سے کہا کہ ہمشیرہ ابھی یہاں پر کھڑی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ’’دعا قبول ہو گئی‘‘۔ لیکن ہوا کیا؟ اُس کے بعد بخار کی حرارت زیادہ سے زیادہ ہوتی گئی اور میں کئی روز تک بیہوش رہا۔ سب گھر والوں کو مایوسی ہو گئی۔ بالخصوص چوہدری رستم علی صاحب مرحوم کو بہت تشویش ہوئی کہ خدانخواستہ اگر اس وقت وفات کا واقعہ ہو گیا تو سب کہیں گے کہ یہ بیعت کرنے کا نتیجہ ہے اور بہت خراب اثر گھر والوں پڑے گا اور دوستوں پر بھی جنہوں نے اس کے ساتھ بیعت کی ہے۔ چوہدری صاحب مرحوم دعا میں لگے رہے اور صحت کے لئے روزمرہ حضرت صاحب کی خدمت میں لکھتے رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے آرام ہونا شروع ہو گیا اور ایک مہینے کے اندر بالکل آرام ہو گیا۔ ہم نے عید کی نماز دکانوں میں پڑھی۔ الحمدللہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں دکھلایا تھا دعا قبول ہو گئی۔ وہ بات پوری ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 12 صفحہ نمبر 249 تا 251 روایت حضرت بابو عبدالرحمن صاحبؓ)

حضرت حافظ مبارک احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ مولوی صاحب، (مولوی خان ملک صاحب) کی خاص عزت کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ مولوی خان ملک صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب مجھ سے طالب علمی کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ آپ دعا کریں کہ میں بہت بڑا آدمی بن جاؤں۔ (بڑا آدمی ہونے سے مراد دین میں ترقی کرنا تھا)۔ فرماتے تھے کہ حضرت خلیفہ اول کی یہ باتیں سن کے میں اُن کے لئے بہت دعا کیا کرتا تھا۔ تو میں نے حضرت مولوی صاحب کے لئے دعا کی اور قبولیت کے آثار دیکھ کر اُن کو بتا بھی دیا کہ آپ بڑے دینی عالم بن جائیں گے۔ (اور یہی مراد تھی اُن کی دعا کرنے سے کہ دین کا بڑا رُتبہ مجھے حاصل ہو جائے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 169 روایت حضرت حافظ مبارک احمد صاحبؓ)

حضرت عبدالستار صاحبؓ ولد عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور کی پیشگوئی عَفَتِ الدِّیَارُ مَحِلُّھَا وَمُقَامُھَا (یعنی عارضی رہائش کے مکانات بھی مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش کے بھی۔ یہ الہام تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا)۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد زلزلہ سے تین دن پہلے مجھے خواب آئی کہ حضور ہمارے گھر ہماری چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُس پر میں نے عرض کیا کہ ہمارے گاؤں والے مجھے سخت تکلیف دے رہے ہیں، آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔ اس پر حضور نے پنجابی میں ہی فرمایا۔ ’’میں تے ایہوای کم کرناں ہونا‘‘۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

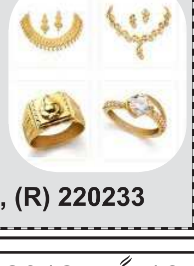

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

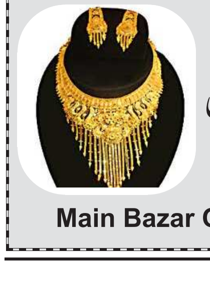

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

(یعنی مَیں تو یہی کام کرتا ہوں۔ یہ خواب میں ان کو بتایا گیا۔) اس پر دوبارہ مَیں نے عرض کی۔ میرے واسطے علیحدہ دعا کی جائے تو حضور نے (خواب میں) میرے بائیں بازو کو پکڑ کر ایک ہاتھ سے ہی دعا کرنی شروع کر دی۔ مَیں نے دونوں ہاتھ سے دعا کرنی شروع کر دی۔ دعا کر ہی رہے تھے کہ بہت سخت زلزلہ آ گیا۔ مَیں گرنے کو ہوا ہی تھا کہ حضور کو مَیں نے زور سے پکڑ لیا، بغل گیر ہو گیا اور کہتے ہیں چپھی پڑے پڑے ہی مجھے جاگ آ گئی۔ صبح سویرے میں قادیان آیا تو حضور نے بڑے باغ میں خیمہ لگایا ہوا تھا۔ جب مَیں خیمہ کی طرف گیا تو حضور باہر ٹہل رہے تھے۔ مَیں نے سلام و آداب کیا اور مصافحہ کیا۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور میں ایک خواب سنانا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور نے اجازت دی اور یہی خواب میں نے حضور کو سنائی کہ حضور نے یہ لفظ ''تم بچائے جاؤ گے'' قریباً تین دفعہ دہرائے۔ کہتے ہیں۔ اُس کے بعد کیا ہوا کہ طاعون آ گیا۔ میری بیوی اور لڑکی دونوں کو طاعون ہو گئی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں دس دس بارہ بارہ آدمی روز مرتے ہیں، اگر تم مر گئے تو تمہاری قبر کون کھودے گا؟ (کیونکہ احمدیوں کے قریب کوئی نہیں آئے گا۔) تمہاری میت کو کون اُٹھائے گا اور غسل دے گا؟ اس پر مَیں نے جواب دیا کہ ہم کو خدا کو سونپو۔ میری بیوی قریب المرگ ہو گئی۔ مَیں نے خدا کے حضور وضو کر کے یہی دعا کی کہ اے مولیٰ! ہماری قبر بھی کوئی کھودنے والا نہیں ہے اور اُٹھانے والا اور غسل دینے والا بھی کوئی نہیں۔ اُس وقت میرے پاس سنگترے تھے تو وہ مَیں چھیل کر اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا رہا۔ جب اُس نے کھا لئے تو میری بیوی کو دست آئے اور ساتھ ہی بخار بھی ٹوٹ گیا۔ میری لڑکی کے پھوڑے پر آک کا دودھ (آک ایک پودہ ہوتا ہے اُس کا دودھ) لگایا تو اُس کو بھی آرام آ گیا۔ اور پھر خدا کے آگے مَیں دعا کرنے لگا اور پنجابی میں ہی دعا کی کہ میں اَلْحَمْد پڑھتا تھا تو یہ لفظ خود بخود میری زبان سے رواں تھے کہ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ كَيْفَ كَانَ حَافِظٌ عَلَيْهِ۔ اس پر میری بیوی اور لڑکی بچ گئی۔ اُس وقت مجھے حضور کی بات یاد آئی کہ ''تم بچائے جاؤ گے''۔ (تین دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ تم بچائے جاؤ گے۔ تم بچائے جاؤ گے۔ اور اللہ کے فضل سے وہ بچائے گئے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 6 صفحہ نمبر 184-183 روایت حضرت عبدالستار صاحبؓ)

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مَیں صبح کی نماز پڑھ کر مسجد مبارک سے پیر سراج الحق صاحب کے ساتھ اُن کے مکان کے زینے پر کھڑا ہو گیا۔ پیر صاحب کوئی لمبا قصہ کسی کا ذکر کر رہے تھے۔ مجھے ایک غیبی تار کے ذریعے معلوم ہوا کہ میری جان خطرے میں ہے (یعنی ایک احساس ہوا)۔ میں ان ایام میں حضرت صاحب کے دروازے پر دربان تھا۔ مَیں وہاں سے بھاگا۔ میرے سے پیش پیش محمد اکبر خان سنوری کچھ سودا بازار سے لے کر ڈیوڑھی میں داخل ہوئے۔ آگے سے حضرت اقدس اوپر سے نیچے تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ میاں مہدی حسین ہے؟ اکبر خان نے کہا کہ نہیں، دکانوں پر کھڑا ہو گا۔ مَیں نے معاً آواز دی کہ حضور مَیں حاضر ہوں۔ اکبر خان صاحب نے کہا کہ اب کہیں سے آ گیا ہو گا۔ اس پر حضور نے مجھے حکم دیا کہ یہ قرآن شریف لے جاؤ اور فلاں مضمون کی آیت دریافت کر کے اُس پر نشان کر کے لے آؤ۔ کہتے ہیں اس وقت مَیں ایسی حالت میں غرق ہوا کہ مَیں چاہتا تھا کہ مَیں خود ہی وہ آیت نکال کر پیش کر دوں، جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش تھی۔ لیکن یہ ممکن معلوم نہ ہوتا تھا۔ مَیں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فوری دعا کس طرح قبول کی۔ کہتے ہیں وہیں میں نے کھڑے کھڑے جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ وہ آیت مجھے ہی بتلا دی جائے۔ یہ دعا کر کے میں نے قرآن شریف کھولا تو میری پہلی نظر ہی اُس آیت پر پڑی جو حضرت اقدس کو مطلوب تھی۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! آیت یہ موجود ہے۔ فرمایا ہاں حکیم فضل دین صاحب سے پوچھ کر آؤ۔ یعنی حکیم فضل دین صاحب کے پاس بھیجا تھا کہ اُن سے نکلوا لاؤ۔ تو مَیں نے عرض کی حضور! آیت یہ موجود ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں حکیم فضل دین صاحب سے پوچھ کے آؤ۔ مَیں نے پھر عرض کیا کہ حضور! آیت تو یہ موجود ہے حکیم فضل دین صاحب سے کیا پوچھنا ہے۔ حضور نے پھر میرے ہاتھ سے قرآن شریف لے کر اس آیت کو دیکھا اور فرمایا کہ ہاں یہی ہے۔ پھر آپ اوپر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 275-274 روایت حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ)

حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی بیان کرتے ہیں کہ مجھے مسلسل اور منظم طور پر یاد نہیں، متفرق طور پر یہ بات یاد آئی ہے کہ گزشتہ مذکور مباحثے کے بعد ایک اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے نکلا، یہ جلسہ مہوتسو کے متعلق تھا، اُس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارے میں حضرت صاحب کا یہ الہام درج تھا کہ ''میرا مضمون بالا رہا''۔ کہتے ہیں اس وقت کسی وجہ سے مَیں کچھ بیمار تھا۔ اور بیماری بھی ایسی تھی کہ بہت زیادہ کمزوری تھی۔ دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا بھاری تھا کہ ''میرا مضمون سب پر بالا رہے گا''۔ بجز تائید الٰہی یہ بات کون کہہ سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں ایک اپنے اہلحدیث مولوی کو جو لاہور میں تھا، افتاں و خیزاں (بڑی مشکل سے گرتے پڑتے) اُس کو ساتھ لے کر جلسہ گاہ میں پہنچا۔ مولوی ثناء اللہ اور مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے لیکچر بھی سنے مگر سب پھیکے اور بے اثر۔ لیکن جب حضرت مرزا صاحب کا مضمون شروع ہوا تو تِل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور سامعین پر ایسا سکوت تھا کہ ذرا بھنک نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض اور لوگوں نے بھی اپنے اوقات حضرت مرزا صاحب کا مضمون سننے کے لئے وقف کر دیئے۔ اور دو دن ایامِ مقررہ سے زائد کئے گئے۔ جب یہ مضمون آخر میں پہنچا تو میں نے اُسی وقت اسی جگہ ہاتھ اُٹھا کر جنابِ الٰہی میں دعا کی (یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ پھر سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی کس طرح فرماتا ہے) کہ یا اللہ! اگر یہ تیرا وہی بندہ ہے جس کی نسبت تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے تو اُس کی برکت سے مجھے اس بیماری سے شفا بخش دے۔ الغرض جلسہ ختم ہونے کے بعد جب مَیں جلسہ گاہ کے بڑے دروازے سے باہر نکلا تو اللہ کی قسم! مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مجھے کوئی بیماری نہ تھی۔ اُس دن سے آج تک پھر اس بیماری نے عَود نہیں کیا۔ (دوبارہ نہیں آئی)۔ اور چنانچہ یہ احمدی بھی ہوئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 248-247 روایت حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ)

حضرت اللہ بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ کرم دین کے مقدمے میں پہلے چندو لال آریہ منصف تھا۔ کہتے ہیں میرا ایک آریہ دوست تھا، گردھاری لال، اکاؤنٹنٹ تھا، اُس نے آ کر مجھے یہ خبر دی کہ ہماری کمیٹی میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب کو سخت سزا دی جائے۔ میں نے خبر سن کر حضرت صاحب کی خدمت میں بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ دعا کرو۔ (کہتے ہیں) خیر مَیں واپس آ گیا۔ جب امرتسر گیا تو صبح کی نماز کا وقت تھا۔ مَیں مسجد گیا اور مسجد کی ڈاٹ میں بیٹھا ہوا تھا اور غالباً درود شریف پڑھ رہا تھا کہ میرے دائیں کان میں جو قریباً بند ہے، (ان کا دایاں کان بند تھا اور کہتے ہیں) اُس وقت بھی بند تھا زور سے آواز آئی کہ چندو لال فیصلہ سنانے سے پہلے مر جائے گا۔ پھر مَیں حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ حضرت! یہ آواز مجھے اس کان میں بہت زور سے پڑی ہے کہ چندو لال فیصلہ سنانے سے پہلے مارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مبشر خواب ہے اور دعا کرو......۔ اس کے بعد مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک مسلمان مجسٹریٹ ہے جس نے آتما رام کو سفید گلاس میں پانی پلایا ہے۔ جو شکل مجھے آتما رام کی خواب میں دکھائی گئی اُس میں وہ ٹانگ سے کچھ معذور تھا۔ اس کے بعد مقدمے کی تاریخ جب آئی تو میں گورداسپور میں تھا۔ کوئی شخص رخصت پر جا رہا تھا یا تبدیل ہو کر جا رہا تھا، اُس کو گاڑی پر سوار کرنے کے لئے چند اور لوگوں کے ساتھ آتما رام بھی آیا ہوا تھا۔ مَیں نے اس خواب والے حلیہ کے مطابق اُس کو دیکھا اور پھر مَیں وہاں گیا جہاں حضرت صاحب تشریف رکھتے تھے۔ دری بچھی ہوئی تھی اور احباب بیٹھے تھے۔ مَیں بھی بیٹھ گیا۔ اس وقت پھر آتما رام سٹیشن سے واپس عدالت میں آیا تو جہاں ہم بیٹھے تھے، عدالت کے کمرے کا وہی راستہ تھا۔ مَیں نے کسی دوست سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے۔ اُس نے کہا کہ اس کے پاس حضرت صاحب کا مقدمہ ہے۔ مَیں نے کہا مجھ کو اس کی شکل پہلے ہی دکھائی گئی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 145 تا 147 روایت حضرت اللہ بخش صاحبؓ)

اور چندو لال کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پائی تھی۔ ایک دفعہ جب کسی نے کہا کہ چندو لال مجسٹریٹ کا ارادہ ہے کہ آپ کو قید کر دے تو آپ دری پر لیٹے تھے، اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ میں چندو لال کو عدالت کی کرسی پر نہیں دیکھتا۔ چنانچہ آخر اس عہدہ سے اُس کی تنزلی ہو گئی (نیچے چلا گیا) اور ملتان میں اُس کی تبدیلی ہو گئی۔ پھر پنشن پا کے لدھیانہ آ گیا اور آخر انجام بھی اُس کا بڑا بھیانک ہوا کہ پھر پاگل ہو کر وہ مرا۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 286 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب ایسے موقع آتے تھے خود بھی دعا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی بھی ہوتی تھی، لیکن پھر بھی اپنے صحابہ کو یہ کہا کرتے تھے کہ دعا کرو اور پھر اگر کوئی خواب وغیرہ آئے تو وہ سن کے اُس پر اپنا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مرزا غلام نبی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں نے بیعت کی تو حضرت صاحب کے الہامات پڑھنے کا مجھے بہت شوق تھا۔ اُن دنوں اخبار زمیندار اور کئی اخباروں میں حضرت اقدس کے الہامات کے خلاف تحریریں نکلا کرتی تھیں اور مَیں بھی اکثر اُن کو پڑھا کرتا تھا۔ اُن کے پڑھنے کا مجھ پر یہ اثر ہوا کہ الہامات کی کیفیت کے بارے میں مجھے پریشانی پیدا ہوئی۔ کیونکہ جب الہامات کا ذکر ہوتا تھا یا مخالفین کے جو اخبارات تھے یہ اپنے اخباروں میں الہامات کا ذکر کرتے تھے اور پھر اس پر اوٹ پٹانگ تبصرے ہوتے تھے۔ تو کہتے ہیں اس سے مجھے پریشانی پیدا ہوتی تھی۔ کہتے ہیں ایک دن مَیں نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے خدا! مَیں اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا، مجھے اپنے فضل سے سمجھا۔ اس کے بعد اچانک دوپہر کے وقت مجھ پر ایک نئی حالت غنودگی کی طاری ہوئی اور اس حالت میں آسمان سے ایک نیلگوں رنگ کا گھوڑا اترتا ہوا معلوم ہوا۔ جوں جوں وہ زمین کے نزدیک آتا تھا اُس کا رنگ شوخ ہوتا جاتا تھا۔ اُس کی گردن سے بجلی کی طرح ایک شعلہ نکلتا تھا۔ میرے دل پر یہ القاء ہوا کہ یہ تمہارے مرشد کا نشان ہے۔ عنقریب یہ روشنی زمین تک پہنچے گی اور دشمنوں کا رنگ زرد کر دے گی۔

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اس کے چند ماہ بعد حضرت صاحب کا روشن ستارے والا نشان جو حقیقۃ الوحی میں درج ہے، وہ نمودار ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 225 روایت حضرت مرزا غلام نبی صاحبؓ)

اس نشان کے بارے میں تھوڑا سا مختصر ذکر مَیں بتا دوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی‘‘ (یہ روشن ستارے والی) ’’وہ یہ ہے کہ ٹھیک 31 مارچ 1907ء کو جس پر 7 مارچ سے 25 دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اٹھے، آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک جواب تک معلوم ہو چکا ہے (جب یہ لکھا گیا تھا) یا اس سے بھی زیادہ جا بجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوقِ خدا اس کے نظارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب ان کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ان کو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کی طرح اس کے ایک حصہ میں دُھواں تھا۔ اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی۔ اور قریباً ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا۔‘‘ (یعنی یہ وقوعہ ہوا)۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 518)

تو اس طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو دعا کے بعد نشانات کی طرف اشارہ کرتا تھا اور پھر وہ نشانات ظاہر بھی ہوئے اور اس طرح یہ اُن کے ایمان میں ترقی کا باعث بنتے تھے۔

پس دعاؤں کی قبولیت اور روشن نشانوں سے اللہ تعالیٰ نے اُن صحابہ کے ایمانوں کو مزید مضبوط اور صیقل کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دعاؤں کی حقیقت اور آداب کا جو ادراک صحابہ کو حاصل ہوا، یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں بھی روشن نشانوں کے ذریعہ قبولیت دعا کے نشان دکھائے۔ ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان میں مضبوط ہو اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے والا ہو۔

پس آجکل بھی ہر احمدی کو یہ دعا کرنی چاہئے۔ یہ الہام جو میں نے بتایا کہ نہ کوئی عارضی رہائش باقی رہے گی نہ مستقل۔ دنیا کے جو حالات ہو رہے ہیں اور جس طرح جنگِ عظیم کا خطرہ ہے، اس بارے میں بھی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس سے محفوظ رکھے بلکہ انسانیت کو اس سے محفوظ رکھے۔ اور یہ بلائیں جو آنے والی ہیں وہ ٹل جائیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ مَیں چند ہفتوں کے لئے پھر سفر پر جا رہا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ امریکہ اور کینیڈا کے جلسے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ دنیا کے بعض ممالک میں پاکستان کے علاوہ بھی احمدیوں پر زندگی تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شر پیدا کرنے والوں کو جن میں حکومتیں بھی شامل ہیں اپنی قدرت کا نشان دکھاتے ہوئے ان کے شر دور فرمائے اور احمدیت کی سچائی ظاہر فرمائے اور احمدیوں کو ہر جگہ ہر قسم کے شرور سے محفوظ فرمائے۔ آمین ......☆......☆......

بقیہ: شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن

یعنی اور اگر شیطان کی طرف سے تجھے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی (اللہ تعالیٰ) بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ جیسے ہی شیطان اس کے پیچھے آئے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو وہ دوڑ کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے سایہ کے نیچے آجاوے کیونکہ جو خدا تعالیٰ کے فضل کے سایہ کے نیچے آجاتا ہے وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ ہو جاتا ہے گو شیطان کتنا زور لگاوے اور طاقت خرچ کرے کہ صالح مرد کو پھسلائے مگر خدا تعالیٰ کی قہر والی نظر اس کو جلا دیتی ہے۔ اور اس کو مجال نہیں ہوتی کہ وہ پھر انسان کی طرف نظر بد سے بھی دیکھ سکے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو پنج وقتہ نماز فرض کی ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رہیں۔ دن میں پانچ دفعہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کی نگاہ انسان پر پڑے تو یقینا شیطان کے ہر حملہ سے وہ محفوظ رہے گا۔ جو انسان خدا تعالیٰ کا سچا عابد اور اس کا متقی بندہ بن جاتا ہے وہ شیطان کا شکار نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ترجمہ۔ یقینا وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے اُنہیں کوئی تکلیف دہ خیال پہنچے تو وہ بکثرت ذکر کرتے ہیں پھر اچانک وہ صاحب بصیرت ہو جاتے ہیں۔ (الاعراف آیت ۲۰۲)

اللہ تعالیٰ نے خود وضاحتاً فرمایا ہے کہ اس کے سچے بندوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہو سکتا چنانچہ فرمایا ہے ترجمہ: پس آواز سے ان میں سے جسے چاہے بہکا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا۔ اور اموال میں اور اولاد میں ان کا شریک بن جا اور ان سے وعدہ کر اور شیطان دھوکے کے سوا ان سے کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ یقینا جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کوئی غلبہ نصیب نہیں ہو گا۔ اور تیرا رب ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔ (بنی اسرائیل آیات ۶۵۔۶۶)

لہٰذا ایسے لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے بندے قرار دیا ہے کیا ہی خوش قسمت ہیں جن کو ہر آن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کی نگاہ اور حفاظت نصیب ہے۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ ایسے آدمی جس کا چلنا پھرا۔ کھانا پینا سب کام خدا کے لئے ہوتا ہے یعنی جب وہ بولتا ہے تو خدا کیلئے بولتا ہے اور سنتا ہے تو خدا کیلئے سنتا ہے۔ جب کھاتا ہے تو خدا کیلئے کھاتا ہے اور پیتا ہے تو خدا کیلئے پیتا ہے۔ اُس وقت شیطان بھی اس کے قریب نہیں جاتا گویا کہ ایسے آدمی کا شیطان بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے کیونکہ آپ کی دل کی کیفیت تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے۔ ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سب سے اوّل ہوں۔ (الانعام آیات ۱۶۴۔۱۶۳)

یہی سنت ہے جس کو اپنا کر ہم سچے مسلمان بن سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے وارث بن کر شیطان کے حملہ اور فریب سے محفوظ ہو کر دائمی سکون و اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

❁❁❁

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید کی وفات پر چند اشعار

خواجہ عبد المومن اوسلو ناروے

آج رخصت ہو گیا خدمت کا جو مینار تھا
وہ خلافت کا فدائی احمدی سالار تھا

گلستانِ احمدیت کا تھا وہ اک عندلیب
اسکے نغموں میں خدا کے عشق کا اظہار تھا

عمر ساری خدمتِ اسلام پر ہی وار دی
وہ خلافت کی محبت میں بڑا سرشار تھا

ہر کسی کو پیار سے ملنا وطیرہ اس کا تھا
وہ خلیق و مہرباں تھا اور خوش گفتار تھا

میں بھی ان کے فیض سے پاتا رہا حصہ ہمیش
عجز کا پیکر تھا وہ اور صاحبِ کردار تھا

میرے آقا نے بیاں اوصاف جس کے ہیں کیے
نام تھا شبیر اس کا دیں کا خدمت گار تھا

ربّ مومن رحمتیں نازل کرے اس پر سدا
وہ خلافت کا موید اور مِرا دلدار تھا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Live خطبہ جمعہ ہندوستانی وقت کے مطابق 5.30 بجے شام شروع ہوتا ہے۔ تمام زونل امراء، مبلغین و معلمین کرام حضور انور کے Live خطبہ جمعہ کو احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو سنانے کا باقاعدگی سے اہتمام کریں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221
Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,
9437032266, 9438332026, 943738063

شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے

عطاء الرحمن خالد۔ مبلغ سلسلہ نیپال

شیطان کی حقیقت:

لفظ شیطان سے ناواقف دنیا میں کوئی نہیں ہے عرف عام میں بدروح اور انسان کو نقصان پہنچانے والی مخفی طاقت کو شیطان کہا جاتا ہے۔ شیطان عربی لفظ ہے اور یہ شطن یا پھر شیط سے مشتق ہے اور اس کا مطلب ہے دور نکل جانا اور حدِ اعتدال (صراط مستقیم) پر قائم نہ رہنا ہے۔ اور شیط کا معنیٰ جلنے والا بھی ہے۔ شیطان کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے حق سے دور ہونے والے وجود کے ہیں یا بدی میں ترقی کر جانے والے کے۔ شیطان اسم جمع ہے جو ہر قسم کی بے اعتدالی پر اطلاق پاتا ہے۔ شیطان چھوٹے قسم کے سانپ کو بھی کہتے ہیں جو بلوں میں اور سراخوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے اور موقع پا کر انسان پر حملہ کرتا ہے۔ نیز اُس انسان کو بھی شیطان کہا جاتا ہے جس کی طبعی حالتیں حدِ اعتدال پر نہ ہوں۔ غیض و غضب کو بھی شیطان کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ **الحسد شیطان والغضب شیطان**۔ یعنی حسد شیطان ہے اور غضب شیطان ہے۔

مذاہب عالم میں شیطان کا ذکر:

دنیا کی تمام بڑی مذہبی کتابوں میں شیطان کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے کردار کو مختلف رنگ میں بیان کیا گیا ہے مگر ایک قدر مشترک بات یہ ہے کہ تمام مذاہب نے شیطان کو حق اور سچائی کا مخالف نیک لوگوں کا دشمن اور خدا تعالیٰ کا نافرمان بتایا ہے۔ سناتن دھرم میں شیطان کو پشاچ اور راکشس کہا گیا ہے جو دیوتاؤں اور نیک لوگوں کا دشمن ہے۔ اسی طرح مہا بھارت کے مطابق کلی (کلجگ) بھی جو آخری زمانہ میں لوگوں کے دل و دماغ میں راج کرے گا دراصل شیطان کا ہی سب سے بڑا روپ ہے۔ بدھ مذہب میں شیطان کو مایا کہا گیا ہے جو انسان کو نفسانی خواہشات کا غلام بنانا چاہتا ہے۔ زرتشتی مذہب میں شیطان کو اہرامًا Angro Mainyu یعنی بدروح کہا گیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل میں بھی کثرت سے شیطان کا ذکر ملتا ہے۔ کہیں اسے سانپ اور کہیں ابلیس کہا گیا ہے۔ حضرت آدم اور حوّا سے لیکر حضرت مسیح ناصریؑ تک تمام انبیاء بنی اسرائیل کو شیطان نے بہکانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ بائبل میں لکھا ہے ”تب خداوند خدا نے عورت (حضرت حوّا) سے کہا تو نے یہ کیا کیا؟ عورت نے کہا۔ سانپ (شیطان) نے مجھے بہکایا اور میں نے کھایا۔ تب خداوند نے سانپ سے کہا چونکہ تو نے یہ کیا ہے اس لئے تو چوپائیوں میں اور تمام دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا! تو اپنے پیٹ کے بل رینگے گا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹے گا۔ (پیدائش باب ۳ آیات ۱۳۔۱۴)

اسی طرح انجیل میں آیا ہے کہ ”ابلیس (شیطان) نے حضرت مسیحؑ کو چالیس دن تک آزمایا۔ پہلے پتھروں سے روٹی تیار کرنے کو کہا پھر مقدس شہر کے ہیکل کی چھت سے نیچے کودنے کو کہا تو مسیحؑ نے جواب دیا کہ خدا کا فرمان ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر پھر یسوع مسیح کو وہ اونچے پہاڑ پر لے گیا اور سلطنتوں اور دولتوں کا لالچ دیا اور کہا کہ مجھے سجدہ کر تب مسیحؑ نے کہا کہ تو دور ہو جا خدا کا حکم ہے کہ تو اپنے خداوند خدا ہی کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ اس پر ابلیس اُسے چھوڑ کر چلا گیا۔

(متی بات ٦ آیات ۱ تا ۱۱)

ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان نہ صرف عام انسان کو بلکہ خدا تعالیٰ کے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بھی اپنے وسوسے اور جھوٹے وعدوں کے سہارے خدا تعالیٰ سے دور کرنا اور ہدایت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ مگر قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ شیطان خدا کے انبیاء پر غالب نہیں آسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ترجمہ ”اور ہم نے تجھ سے (آنحضرتؐ سے) پہلے نہ کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر جب بھی اُس نے کوئی تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں (بطور ملاوٹ کچھ) ڈال دیا۔ تب اللہ اُسے منسوخ کر دیتا ہے جو شیطان ڈالتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیات کو مستحکم کر دیتا ہے۔ اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ (الحج آیت ۵۳) یعنی انبیاء کے مقابل شیطان آخر کار ناکام و مغلوب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت ایوبؑ کا بھی مشہور واقعہ ہے جو بائیبل میں تفصیل سے درج ہے کہ پہلے تو خدا تعالیٰ کی اجازت سے شیطان نے حضرت ایوبؑ کو خوب آزمایا اور آپ سے تمام چیزیں یعنی اہل و عیال و مال و دولت سب چھین لی پھر حضرت ایوبؑ جب صابر و شاکر رہے تو آخر کار شیطان نے ہار مان لی۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جب حضرت ایوبؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور خوب دعائیں کیں اور بار بار خدا تعالیٰ کو پکارا تو آخر کار خدا تعالیٰ نے ان کی دُعائیں سن لیں اور انہیں ہر مصائب و ابتلا سے نجات بخشی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ترجمہ: ”اور ایوب (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اُس کی دُعا قبول کر لی اور اس کو جو بھی تکلیف تھی اُسے دور کر دیا اور ہم نے اُسے اس کے گھر والے عطا کر دیئے اور ان کے ساتھ اور بھی اُن جیسے دیئے جو ہماری طرف سے ایک رحمت کے طور پر تھا اور نصیحت بھی تھی عابدوں کیلئے۔“

(انبیاء آیات ۸۵۔۸٦)

قرآنی اصطلاح میں شیطان اس مخفی منفی طاقت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کے دل و دماغ میں مختلف شبہات پیدا کر کے اس کی توجہ نیکی سے ہٹا کر برائی اور گناہ کی طرف پھیر دیتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ انسان بھی شیطان کا روپ لے سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ”آخری زمانہ میں میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے گو جسم انسانوں کے سے ہوں گے۔ لکھا ہے فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُسْمَانِ إِنْسٍ

(مشکوۃ کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

شیطان کا کام:

شیطان کا اصل کام ہی انسان کو بے حیائی اور بدی کا حکم دینا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ترجمہ ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے“ (النور آیت ۲۲) پھر ایک جگہ آیا ہے۔ ”شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تمہیں فحشاء کا حکم دیتا ہے“ (البقرہ آیت ۲٦۹)

یعنی انسان کو بخیل بنا کر لوگوں پر ظلم کرنے پر اُکساتا ہے۔ وہ انسان کو حق سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ شیطان کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ نیکی کی آواز انسان کے کانوں تک نہ پہنچ جائے اور اگر کسی طرح کانوں تک نیکی کی باتیں پہنچ چکی ہوں تو اس کی دوسری کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہنسی مذاق اور شبہات پیدا کر کے اُس کا نیک اثر اُس انسان پر نہ ہونے دے اور اگر وہ اس میں بھی ناکام رہا تو اُس کی تیسری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ باریک راہوں سے وسوسوں کی صورت میں انسان کے دل و دماغ میں چکر لگاتا ہے اور قدم قدم پر اُس کی توجہ اللہ تعالیٰ سے اور نیکی سے ہٹاتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اسی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے۔ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ۔ الخ (البقرہ آیت ۳۷)

یعنی شیطان نے اُن دونوں (حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا) کو اس (درخت) کے معاملہ میں پھسلا یا اور اس سے (جنت سے) انہیں نکال دیا جس میں وہ پہلے تھے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ پر یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ شیطان انسان سے جھوٹے وعدے کرتا ہے چنانچہ لکھا ہے: يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (النسآ آیت ۱۲۱) یعنی وہ انہیں وعدہ دیتا ہے اور اُمیدیں دلاتا ہے اور دھوکے کے سوا شیطان ان سے کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ شیطان کا وعدہ دھوکہ پر مبنی ہوتا ہے باوجود اس کے دنیا میں اکثر لوگ شیطان کے فریب اور دھوکہ کا شکار بن جاتے ہیں۔ انبیاءؑ کی دعوت حق کو روکنے کیلئے پہلا شیطانی گروہ دشمنانِ حق ہیں جو ہر نبی کے زمانہ میں ان کی مخالفت کے لئے کھڑے ہوتے رہے ہیں چنانچہ قرآن کریم نے تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے جن و انس کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا ہے اُن میں سے بعض بعض کی طرف ملمّع (وسوسہ) کی ہوئی باتیں دھوکہ دیتے ہوئے وحی کرتے ہیں...... تا کہ ان کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اس (دھوکہ کی) طرف مائل ہو جائیں اور تا کہ وہ اُسے پسند کرنے لگیں اور تا کہ وہ (بُرے اعمال) کرتے رہیں جو وہ کرتے ہی رہتے ہیں۔ جو نبی دنیا کی اصلاح کیلئے آتا ہے اس کو سب سے پہلے شرک کا ہی مقابلہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہر نبی کی تعلیم کی بناء توحید باری تعالیٰ ہے۔ (انعام آیت: ۱۱۴۔۱۱۳)

اور شیطان کا سب سے بڑا حملہ جو انسان پر ہوتا ہے وہ شرک ہے وہ ہمیشہ اپنے زیر اثر انسان کو شرک کی ترغیب دلاتا ہے۔ چنانچہ اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ترجمہ: اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یقینا وہ ناپاک ہے اور لازماً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے (توحید کے بارے میں) جھگڑا کریں اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم یقینا مشرک ہو جاؤ گے۔ گویا انسان کو توحید سے ہٹا کر مشرک بنانا شیطان کا سب سے بڑا کام ہے۔ (الانعام آیت ۱۲۲)

وہ انسان سے اللہ تعالیٰ کے خلاف ایسی باتیں کہلوانا چاہتا ہے جو اس کی عظمت و شان کے خلاف ہوتی ہیں جن کا کہنے والے کو علم نہیں ہوتا۔

شیطان کی پیدائش کی ضرورت:

انسان دو ہاتھوں کا مرکب ہے اور اس کے لئے دو جاذب موجود ہیں۔ اسلامی شریعت نے انسان کے اندر جو نیکی کی قوت پائی جاتی ہے اس کا نام لمہ ملک رکھا ہے اور جو بدی کی قوت پائی جاتی ہے اس کو لمہّ شیطان سے موسوم کیا ہے۔ انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کیلئے ان دونوں قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ جو وراء الوراء اور باریک در باریک اسرار ظاہر کرتا ہے اس نے ان دونوں قوتوں کو مخلوق قرار دیا ہے۔ جو قوت نیکی کا القاء اور تحریک کرتی ہے اس کا نام فرشتہ اور روح القدوس رکھا ہے اور جو قوت بدی کا القاء و تحریک کرتی ہے اس کا نام شیطان رکھا ہے۔ جب تک انسان بار بار اور لگاتار شیطانی قوتوں و تحریکات کا مقابلہ نیک قوتوں اور روح القدوس کی مدد سے نہیں کرتا وہ نیکی میں ترقی کرتے ہوئے اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جو انسان نیک تحریکات کو نظر انداز کرتے ہوئے بدی اور شرارت کا عادی ہو جاتا ہے وہ خود شیطان بن جاتا ہے۔ پس وہ قوت جو بدخیالی کا منبع ہے قرآنی تعلیم کی رُو سے وہ شیطان ہے اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اس کے فضل و کرم سے انسان

اس پر غلبہ حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے مقابل جو قوت نیک خیالی کا منبع ہے وہ فرشتہ ہے انسان کو نیک قوت کا مالک بننے کے لئے ہر خیال اور قوت پر خدا تعالیٰ کی سچی عبادت اور دعا کے ذریعہ غلبہ پانا ضروری ہے۔

ہے کرنا زیر شیطان کا بہت مشکل مگر سمجھو
کہ حل ہوتی ہے یہ مشکل دعاؤں کی اجابت سے

(کلام محمود)

کس کی اجازت سے شیطان انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے؟:

قرآن کریم میں بار بار اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے (یوسف آیت ٦) سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کو انسان کے خلاف منصوبہ بنانے اور گمراہ کرنے کی طاقت اور اجازت کس نے دی ہے؟ چنانچہ اس سوال کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: خفیہ سازشیں تو صرف شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے غم میں مبتلا کردے جبکہ وہ انہیں ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔ پس چاہیئے کہ مؤمن اللہ پر توکل کریں۔ (المجادلہ آیت ١١)

یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہی شیطان انسان کے خلاف کارروائی کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ شیطان نے خود خدا تعالیٰ سے مہلت لے رکھی ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرے اور دھوکہ دے چنانچہ لکھا ہے ’’اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے تو میں ضرور اس کی (انسان کی) نسلوں کو ہلاک کروں گا سوائے چند ایک کے (بنی اسرائیل آیت ٦٣)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نہ نہیں کہا بلکہ اس کو مہلت دیتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: جا! پس جو بھی ان میں سے تیری پیروی کرے گا تو یقیناً جہنم تم سب کا پورا پورا بدلہ ہوگی۔ پس اپنی آواز سے ان میں سے جسے چاہے بہکا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا اور اموال میں اور اولاد میں ان کا شریک بن جا اور ان سے وعدے کر۔ اور شیطان دھوکے کے سوا ان سے کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ (بنی اسرائیل آیات ٦٥-٦٤)

مندرجہ بالا قرآنی حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کو خود خدا تعالیٰ نے انسان کی آزمائش کیلئے ڈھیل دے رکھی ہے اور خدا تعالیٰ کی اجازت سے ہی وہ لوگوں کے خلاف منصوبہ اور کارروائی کرتا ہے تاکہ انہیں گمراہ کرے۔ بزرگوں نے شیطان کو اللہ میاں کا کُتا کہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ شیطان اللہ میاں کا کُتا ہے۔ جب یہ انسان پر بار بار حملہ آور ہو اور اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہونے دے تو اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اُسے آواز دو کہ اللہ میاں میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں مگر آپ کا یہ کتا مجھے آنے نہیں دیتا اُسے روکئے تاکہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ دعا یہ ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○ (المومنون آیات ٩٩-٩٨)

یعنی اور تو کہہ کہ اے میرے ربّ! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور (اس بات سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے ربّ! کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔ اس دعا کے ساتھ جب خدا تعالیٰ کو دل سے پکارا جائے تو خدا تعالیٰ اپنے کتے کو روک لے گا اور ہم شیطان کے حملہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

شیطان کا حق سے دور لے جانے کا طریق:

جب شیطان کسی پر غالب آجاتا ہے تو سب سے پہلے وہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کردیتا ہے اور اسے اپنے پیچھے چلاتا ہے اور آہستہ آہستہ روحانیت اور شریعت کے قلع سے دور لے جاتا ہے اور جب انسان دور ہو جاتا ہے تو اس کو مار ڈالتا ہے اور اُس کی روحانی زندگی کا خاتمہ کردیتا ہے۔ یعنی جو شخص سرکش شیطان کے پیچھے لگ جائے اور اُس کا دوست بن جائے تو وہ اُسے گمراہ کرتا ہے اور اُسے عذاب کا ہی راستہ دکھاتا ہے۔ جب بھی کوئی نبی آتا ہے اور وہ لوگوں کی اصلاح کی کوشش وتجاویز کرتا ہے تو شیطان اس کے راستہ میں روکیں ڈالتا ہے اور لوگوں کو ان کے اپنے اعمال ان کی نظروں میں خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ نبی کی اصلاح کی مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں اس کے نتیجے میں منافق اور کمزور ایمان والے الگ ہو جاتے ہیں اور مومنوں کا گروہ الگ ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کی طبیعت اور رجحان و خواہشوں کے مطابق شیطان اسے فریب دیتا ہے اور اپنے جال میں پھنساتا ہے۔ قرآن کریم نے خوب کھول کھول کر اس بات کو بیان کیا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے کتراتے ہیں اور دشمنان حق سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتے انہیں ان کی چاہت کے مطابق شیطان پھسلا دیتا ہے چنانچہ وہ میدان جہاد سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ نفسانی خواہشات پر قابو نہیں رکھ سکتے اُنہیں اُن کی خواہش کے عین مطابق مدہوش کرنے والی چیز (شراب اور دیگر نشے) اور جوا اور زنا کاری، قمار بازی، لاٹری اور قرعہ اندازی وغیرہ جو کہ شیطان کے پسندیدہ اعمال ہیں کے ذریعہ سے اپنے قابو میں کرلیتا ہے کیونکہ شیطان کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ امن وسلامتی کے ماحول کو جھگڑا فساد کے ذریعہ بدامنی اور بے چینی میں تبدیل کرے اور شراب اور جوئے کے ذریعہ سے لوگوں کے درمیان دشمنی اور بغض وحسد وعداوت پیدا کردے تاکہ لوگ خدا تعالیٰ کے ذکر کو بھول جائیں اور نماز کو ترک کریں تاکہ تمام کے تمام لوگ خدا تعالیٰ کی غلامی کو چھوڑ کر شیطان کے غلام بن جائیں۔

جو لوگ شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں شیطان اُنہیں ان کے اعمال خوبصورت کرکے دکھاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم سب پر غالب ہو کوئی تم سے اوپر نہیں تم سب سے اوپر ہو اور اگر کوئی تمہاری طرف ہاتھ بڑھائے یا تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو میں تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں پناہ دوں گا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جب بھی مقابلہ کا وقت آتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں اور غلاموں کو چھوڑ کر ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے احسانوں کو فراموش کرکے غریبوں ومسکینوں کی مدد نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کا شکر کرنا ضروری نہیں سمجھتے ایسے لوگ شیطان کے بہکاوے میں آکر اُس کی غلامی اختیار کرتے ہیں اور شیطان انہیں دھوکہ دیکر فضول خرچی کی عادت میں مبتلا کردیتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اخوان الشیطین ہیں یعنی شیطانوں کے بھائی ہیں کیونکہ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے ناشکرے بن جاتے ہیں اور ان کا بھائی شیطان خدا تعالیٰ کا سب سے بڑھ کر ناشکرا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر کسی علم کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں ایسے لوگوں کو شیطان اپنے پنجے میں پھانس لیتا ہے اور اس کو اپنا طریق خوبصورت کرکے دکھاتا ہے اور گمراہ کرتا جاتا ہے۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی حقیقی حمد و ذکر سے کلیۃً محروم ہو جاتے ہیں اور اگرچہ آخر کار ہوش آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ اس (شیطان) نے یقیناً ہمیں (اللہ تعالیٰ کے) ذکر سے منحرف کردیا اور وہ (شیطان) ہمارے پاس آیا اور بری الذمہ ہونے کا اقرار کیا کیونکہ دراصل شیطان تو انسان کو بے یار ومددگار چھوڑنے والا ہے۔ مگر اقرار جرم وکوتاہی کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرمایا ہے اگر اس وقت اور میعاد کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف کوئی توجہ کے ساتھ لوٹتا ہے تب وہ بچایا جاتا ہے لیکن اگر دیر ہوئی تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایسے لوگ جو اپنے اوپر ہدایت اور سچائی کے روشن ہو جانے کے باوجود اپنی پیٹھ دکھاتے ہوئے مرتد ہو جاتے ہیں تو یہ جاننا چاہیئے کہ شیطان نے انہیں (ان کے اعمال) خوبصورت کرکے دکھائے اور انہیں جھوٹی اُمیدیں دلائیں۔

شیطان کو انسان کا کھلا کھلا دشمن کیوں کہا گیا ہے؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قریباً ٨ مقامات پر فرمایا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں شیطان کو کھلا کھلا دشمن کہا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جو خالق الکل ہے اس نے بتایا ہے کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر شیطان اُسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور شیطان نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ انسان کو گمراہ کرنے میں اپنی پوری طاقت لگادے گا اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مہلت واجازت بھی ملی ہوئی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو محتاط کردیا ہے کہ وہ تم پر حملہ آور ہوگا اور وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے کیونکہ وہ انسان کو ہر قسم کی بھلائی اور نیکی اور خدا تعالیٰ کی بخشش اور برکت سے محروم کرکے داخل جہنم کرنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جہاں شیطان کو انسان کا کھلا کھلا دشمن بتایا ہے وہاں اس دشمن سے بچنے کیلئے راستہ بھی کھول کھول کر بیان فرمادیا ہے۔ عام دشمن جو ہے کسی ایک بات کو لیکر انتقام لینا چاہتا ہے اور بسا اوقات وہ اپنا خیال بدل بھی دیتا ہے اور معاف بھی کردیتا ہے یا پھر کچھ عرصہ تک کوشش کرکے عاجز آجاتا ہے اور دشمنی سے باز آتا ہے مگر شیطان ایک ایسا دشمن انسان ہے کہ وہ ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور تادم آخر وہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ انسان جیسے ہی معمولی غفلت برتتا ہے تو وہ شیطان کے دھوکے اور فریب میں پھنس جاتا ہے۔ ہر آن شیطان انسان کو ہلاک کرنے کی تاک میں لگا ہوا ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’’شیطان انسان کے خون کی رگوں میں چلتا ہے‘‘۔ یعنی شیطانی حملہ کبھی بھی ہوسکتا ہے انسان کو بالکل غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ گویا کہ شیطان انسان کو ہر قسم کی نیکی اور بھلائی کے کاموں سے جس کی وجہ سے اس کو خدا تعالیٰ کا فضل وبخشش ومحبت وقربت حاصل ہوسکے محروم کرکے تمام قسم کی برائی۔ بے حیائی۔ جرم اور بدیوں میں مبتلا کرکے آخر کار جہنم کا دائمی وارث بنانا چاہتا ہے۔ انسان کو ہر سعادت سے محروم کرکے شقاوت اور ناکامی ومحرومی سے دوچار کرنا شیطان کا کام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو محتاط اور ہوشیار کردیا ہے کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

شیطان سے بچنے کا طریق:

شیطان کے حملے اور اس کے دھوکے اور فریب سے بچنے کیلئے ہر وقت خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہنا ضروری ہے۔ دعا ایسی چیز ہے کہ جب حضرت آدمؑ کی شیطان سے جنگ ہوئی تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا۔ آخر شیطان پر آدمؑ نے دعا کے ذریعہ فتح حاصل کی۔ شیطانی حملوں اور اس کی تدابیر سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ کا فضل وکرم ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور اگر تم پر خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم یقیناً شیطان کی پیروی کرتے سوائے چند ایک کے یعنی خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے انسان شیطان کے حملوں سے اور اس کے فریب سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(ترجمہ سورۃ النسآء آیت ٨٤)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہی ہدایت فرمائی ہے

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(حٰم السجدہ آیت ٣٧)

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ہالینڈ 2012ء

ہر احمدی عورت اور ہر احمدی مرد کو اس اہم بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی ہونے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

اُس چادر کو اوڑھیں جو تقویٰ کی چادر ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے، جو آپ کی حیا کی حفاظت کرنے والی ہے

جلسہ سالانہ ہالینڈ کے موقع پر خواتین سے خطاب اور اہم نصائح۔ تعلیمی میدان میں امتیاز حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم تقریب آمین۔ ڈچ مہمانوں سے ملاقات اور حضور انور کا خطاب۔ اسلام کی پُر امن اور بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مشتمل تعلیمات کا پُراثر تذکرہ۔ ہالینڈ کے نیشنل اخبار کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو۔ ممبر پارلیمنٹ اور کونسل المیرے کے وفد کی حضور انور سے ملاقات۔ مہمانوں کے تاثرات۔ خطبہ نکاح۔

قسط: چہارم

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

19 رمئی 2012ء بروز ہفتہ:

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت النور'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔ دوپہر بارہ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ نیشنل صدر لجنہ ہالینڈ نے جلسہ کی انتظامیہ کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے والہانہ نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ منصورہ بٹ صاحبہ نے کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ سورۃ الاحزاب کی آیت 36 کی تلاوت کی گئی۔ اس کے بعد محترمہ فریحہ الطاف صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

خدا سے چاہئے ہے لَو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی

خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقسیم اسناد و میڈلز

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں۔ اور حضرت سیدہ آپا جان صاحبہ مدظلہا نے ان طالبات کو میڈل پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں۔

عزیزہ نور السحر محبوب صاحبہ، عزیزہ عصمت چوہدری صاحبہ، عزیزہ نائلہ نیلوفر حفیظ صاحبہ۔

بعد ازاں بارہ بج کر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔

خواتین سے خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن مرد اور مومن عورت کو جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے یا جو خصوصیات ایک مومنہ یا مومن کی ہونی چاہئیں، اُن کا کچھ بیان ان آیات میں ہوا جو شروع میں آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ ان باتوں کی مختصر وضاحت آخر میں کروں گا۔ پہلے میں قرآنِ کریم کے حوالے سے ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم میں اور بھی کئی جگہ نیکیوں کے کرنے کا حکم دے کر، اُن کی طرف توجہ دلا کر اعمالِ صالحہ بجا لانے کی تلقین کر کے پھر فرمایا ہے کہ جو اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا وہ اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی، مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ کے انعامات کا حقدار ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے ہر عمل کی جزا ضرور دیتا ہے۔ لیکن بعض آیات میں یہ تنبیہ بھی کر دی کہ برے اعمال اور نافرمانیوں کی سزا بھی ملتی ہے۔ جس طرح جزا اور انعام ملنے میں کسی مرد اور عورت کی تخصیص نہیں ہے، کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح سزا ملنے میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہو گی، کوئی فرق نہیں ہو گا۔ جو کوئی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام جہاں ایک مومنہ اور مومن کے لئے خوشی اور راحت کا سامان پیدا کرتا ہے وہاں خوف پیدا کرنے والا بھی ہے کہ جہاں یہ جزا ہے، انعامات ہیں، وہاں سزا بھی ہے۔ اور خوف پیدا کرنے والا ہونا چاہئے تا کہ انسان، ایک مومن ہر وقت اپنے عمل پر نظر رکھے اور ایسے عمل کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا باعث بنے۔ اور ایک احمدی عورت اور مرد کے لئے تو اور بھی زیادہ توجہ کا مقام ہے کہ ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں جس نے کھول کھول کر ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے اور ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر یہ عہدِ بیعت کیا ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی تعلیم پر ہمیشہ عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو شرائطِ بیعت ہیں اُن کی چھٹی شرط یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریں گے۔ اب یہ عہد جس طرح مَردوں نے کیا ہے احمدی عورتوں نے بھی کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کی حکومت اُس وقت ہم میں سے ہر ایک، چاہے وہ مرد ہے یا عورت، اپنے سر پر قبول کرنے والا بنے گا جب قرآنِ کریم کے احکامات کو تلاش کر کے اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جو قرآنِ کریم کے سات سو حکموں پر عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک تم بیعت میں تو شامل ہو گئے ہو، تم نے یہ بھی مان لیا کہ جو مسیح و مہدی آنے والا تھا وہ آ گیا ہے۔ بیشک یہ بھی مان لیا کہ اس مسیح و مہدی کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں نبی کا قرار دیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ میری جماعت کا معیار اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا رکھا ہے اور وہ اونچا معیار جیسا کہ بیان ہوا ہے، وہ ہے کہ قرآنِ کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے ذریعے ایسی جماعت قائم کرنا چاہتا ہے جس کا اوڑھنا بچھونا خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے، ہر عورت کو بھی اور ہر مرد کو بھی، ہر جوان کو بھی اور ہر بوڑھے کو بھی کہ وہ کس حد تک اپنے اعمال کو اُس معیار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہے جو ایک مومنہ اور مومن کے ہونے چاہئیں۔ کس حد تک ہم اُن اعمالِ صالحہ کو بجا لانے کی کوشش کر رہے ہیں جن کا ذکر قرآنِ کریم میں ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی عورت اور ہر احمدی مرد کو اس اہم بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی ہونے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھیں کہ وہ ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ جیسی پاکی اور صفائی ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ صرف مرد صحابہ نے یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا نہیں کیں بلکہ صحابیات نے بھی یہ پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کیں۔ ایک انقلاب اپنے اندر پیدا کیا۔ اپنی عبادتوں کے معیار کو ایسے بلند کیا کہ راتیں گھنٹوں عبادت میں گزارنے لگیں۔ جب دیکھا کہ مردوں کو جہاد کا ثواب ہم سے زیادہ مل رہا ہے، اُن کے قدم ہم سے بڑھ رہے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں کہ ہم اپنے مردوں کے گھروں کی حفاظت کرتی ہیں، اُن کے بچوں کی نگہداشت کرتی ہیں، کیا ہمارے فعل ہمیں مَردوں کے برابر کھڑا کر سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! یقیناً تمہیں بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جن کاموں کے لئے تم بنائی گئی ہو یا جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی گئی ہیں اُن کا حق ادا کرنے، اُن کو خوبصورتی سے سرانجام دینے پر تم اُتنا ہی ثواب کا حقدار ٹھہرو گی جتنا ایک جہاد کرنے والا مرد۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خُلق قرآنِ کریم کی عملی تصویر تھا۔ حضرت عائشہ نے یہی فرمایا جب اُن سے پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتائیں تو آپ نے فرمایا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خُلق قرآنِ کریم کی عملی تصویر تھی۔

حضور نے فرمایا کہ مائیں جب اپنے بچوں کو اپنا مقام قرآن و حدیث کے حوالے سے بتاتی ہیں تو اُس کا حق ادا کرنے والا بھی بننا ہوگا۔ عورت کے قدموں کے نیچے جنت کی جب خوشخبری دی گئی ہے۔ تو ہر عورت اس جنت کی ضامن نہیں بن گئی۔ جنت کی ضمانت دینے والی عورت دنیاوی کھیل کود میں پڑنے والی عورت نہیں ہے۔ دنیاوی اور ذاتی خواہشات کی تکمیل کرنے والی عورت نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں وہ ہیں جو قرآنی احکامات پر عمل کرنے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس احمدی مائیں جو اس ماحول میں رہ رہی ہیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لئے وہ ماں بن کر دکھائیں جو اُنہیں ہر برے بھلے کی تمیز کر کے دکھانے والی ہو۔ اُنہیں دین سے جوڑنے والی ہو۔ اُن کے دلوں میں خلافت سے محبت اور احترام کا تعلق پیدا کرنے والی ہو۔ اُن میں سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے والی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ عذر نہیں ہونے چاہئیں کہ آپ ہمیں نصیحت کرتے ہیں لیکن فلاں عہدیدار کی سچائی کا معیار بھی ایسا نہیں ہے۔ میں اگر کوئی بات کہتا ہوں تو ہر ایک کے لئے کہتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہنا کہ تمہارے جھوٹ کو میں اس لئے معاف کر دیتا ہوں کہ فلاں عہدیدار بھی جھوٹا ہے یا جھوٹی ہے۔ ہر ایک نے اپنا حساب خود دینا ہے۔ نہ ہی کبھی یہ دنیا میں ہوا ہے اور نہ کسی نے دیکھا ہے کہ بچے کی غلط تربیت کے بدنتائج اس لئے نہ نکلیں کہ فلاں عہدیدار نے یا فلاں شخص نے بھی اپنے بچے کی اچھی تربیت نہیں کی۔ یا کسی دوسرے نے اگر اچھی تربیت کی ہے تو اُس کا اثر آپ کے بچوں کی تربیت پر نہیں پڑے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہمارے لئے اسوہ حسنہ کوئی دوسرا شخص نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کے صحابہ اور صحابیات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ اور صحابیات وہ ستارے ہیں جو ہمیں راستہ دکھانے والے ہیں۔ اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق و عاشقِ صادق ہی وہ ذات ہیں جو ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ پس ہم نے ان لوگوں کے پیچھے چلنا ہے۔ پھر خلافت کا جاری نظام ہے جو رہنمائی کرنے والا ہے۔ پس کسی دوسرے شخص کو ہم نے نہیں دیکھنا۔ ان چیزوں کو ہم نے دیکھنا ہے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی ہے۔ پس ہر عورت کی ان باتوں کی طرف نظر ہونی چاہئے۔ جب یہ ہوگا تو پھر یقینا آپ میں سے ہر ایک وہ ماں ہوگی جس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے جو اپنے بچوں کی جنت کی ضمانت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ان ملکوں میں آ کر سب سے پہلا بد اثر جو عورتوں پر پڑتا ہے عموماً دیکھا ہے وہ ہے پردوں کا اُترنا۔ پردہ قرآنی حکم ہے۔ یہ کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کے بارے میں عورتوں کو یہ چھوٹ دے دی گئی ہو کہ کرنا ہے تو کرو، نہیں کرنا تو نہ کرو۔ بلکہ بڑا واضح حکم ہے کہ اپنے سر کو ڈھانکو، اپنے چہرے کو ڈھانکو، اپنے سینے کو ڈھانکو۔ پس جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ قرآنِ کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اگر ایک حقیقی احمدی عورت بننا ہے تو اس احساس کمتری کی چادر کو اُتارنا ہوگا جو آپ کی حیا کو ننگا کر رہی ہے، جو آپ کے تقویٰ کا لباس آپ سے اتار رہی ہے۔ اور اُس چادر کو اوڑھیں جو تقویٰ کی چادر ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہے، جو آپ کی حیا کی حفاظت کرنے والی ہے، جو آپ کی ایک حیثیت دنیا میں قائم کرنے والی ہے اور دنیا کے سامنے رکھنے والی ہے۔ پس یہ سوچ لیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے یا دنیا کو راضی کرنا ہے۔ دو باتوں میں سے ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تلاوت کی گئی آیات کے حوالے سے بتایا کہ ان میں پہلی بات جو بیان کی گئی ہے اسلام قبول کرنے کی ہے، کیونکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے جو انسان کی نجات کا ذریعہ بن سکے۔ پس روحانی ترقی کا پہلا قدم، پہلا زینہ مسلمین اور مسلمات میں شامل ہونا ہے۔ یعنی دماغی اور ذہنی طور پر مان لینا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ پھر اگلا قدم مومنین اور مومنات میں شمار ہونا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کل مَیں نے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک آدھ خُلق نہیں اپنانا، ایک آدھ حکم پر عمل نہیں کرنا بلکہ حقیقی متقی وہ ہوتا ہے جو ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ قبول کرنا جو ہے یہ صرف مجبوری کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے ہو۔

حضور نے ان آیات میں مذکور امور کے حوالہ سے تفصیل سے مختلف خصوصیات کا ذکر فرمایا جن میں سچائی، صبر اور عاجزی کی صفات بھی شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان خصوصیات کی حامل کو صبر کا بھی مظاہرہ کرنا چاہئے۔ صبر سے ہی استقامت پیدا ہوتی ہے اور ایمان اور یقین میں انسان ترقی کرتا ہے۔ یہ دیکھیں کہ آپ کے اس صبر کا ہی نتیجہ ہے جو آپ میں سے اکثر نے پاکستان میں دکھایا ہوا ہے اور اپنے ایمان کی حفاظت کی تھی کہ آپ آج یہاں آزادی سے بیٹھی ہیں اور دین پر جس طرح چاہیں عمل کر سکتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کریں اور اس دنیا داری کے ماحول میں دین کے معاملہ میں کسی دنیا دار کی بات کو اہمیت نہ دیں اور صبر سے اپنی روایات اور تعلیمات پر قائم رہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے اندر عاجزی پیدا کرو۔ کسی بات کا فخر اور اَنا عاجزی کے خلق کو کھا جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد صدقہ کا ذکر ہے۔ اس خصوصیت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے بہت سے مرد اور عورتیں قائم رکھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی اس طرف توجہ کریں۔ ان ملکوں میں رہنے والے جن کی مالی حالت اللہ تعالیٰ نے پہلے سے بہتر کر دی ہے، اپنے غریب بھائیوں کی ضرورت کا خیال رکھیں۔ جماعتی طور پر بھی یتامیٰ اور طلباء اور مریضوں کا خیال رکھا جاتا ہے اس کے لئے مدد کرنی چاہئے۔ وہاں آپ لوگوں کو چندہ دینا چاہئے۔

پھر روزہ رکھنے والوں کا ذکر ہے۔ یہ بھی ایک ایسا کام ہے جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ میں نے نفلی روزوں کی جو تحریک کی تھی تو نفلی روزوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس طرف اپنے گھروں میں توجہ دیں، اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں، اپنے جوان بچوں کو توجہ دلائیں اور خاص طور پر پاکستان اور اُن ملکوں میں جہاں جماعت کے افراد پر تنگیاں وارد کی جاتی ہیں اُن کے لئے بہت دعائیں کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فروج کی حفاظت کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آجکل جو بیہودہ ٹی وی پروگرام بھی ہوتے ہیں، خاص طور پر ان ملکوں میں تو کھلے عام ہے یا انٹرنیٹ پر جو لغویات آتی ہیں، یا خود بعض فیس بک (Face Book) کے ذریعہ سے لغویات میں ملوث ہو جاتے ہیں یا چیٹنگ (Chating) وغیرہ کے ذریعے سے اپنے رابطے کرتے ہیں یا کرتی ہیں خاص طور پر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، اُن کو اپنی حفاظت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ بلکہ کئی شادی شدہ گھر بھی اس لئے برباد ہوتے ہیں کہ مردوں کو یا عورتوں کو ان پروگراموں میں دلچسپی ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ گھریلو سکون برباد کرتی ہے۔ میاں بیوی کی ناچاقیاں ہوتی ہیں۔ پھر اولاد پر اس کا اثر پڑتا ہے اور نہ صرف یہ کہ گھر ٹوٹتے ہیں بلکہ نسلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ان چیزوں سے اپنی حفاظت کرو اور ان لغویات میں پڑنے کی بجائے اُس عظیم مقصد کو حاصل کرو جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھو، اُس کی عبادت کرو۔ ذاکرین اور ذاکرات میں اپنے آپ کو شامل کرو، تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث تم بنتے چلے جاؤ گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی مرد اور عورت کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اپنے آپ کو وارث بنا رہے ہیں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ عورت بھی اپنے دائرے میں گھر کی نگران ہے اور مرد بھی اُس سے زیادہ وسیع دائرے میں گھر کا نگران ہے اور نگرانی کے فرائض کا حق ادا نہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی عورت اور مرد کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ خوش فہمی کے جائزے نہ لیں۔ دوسروں کی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے نہ لیں کہ فلاں سے میں بہتر ہوں۔ فلاں میں یہ کمزوری ہے اور مجھ میں نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزے لیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، تبھی حقیقی مومنات کہلا سکیں گی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ”جماعت کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے“۔ پس اس بات پر ہمیشہ غور کرتے رہیں کہ کس قسم کا نمونہ ہم نے بننا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت اور مرد کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اُس کے مطابق چلنے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے، جو اُس کا رسول ہم سے چاہتا ہے، جو اس زمانے کا امام ہم سے چاہتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک اسلام کی حقیقی تصویر بن کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلانے والا بن جائے۔ ہم دنیا کو اپنے اوپر حاوی کرنے والے نہ ہوں، بلکہ دنیا ہماری خادم اور غلام بن جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کر لیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب دوپہر ایک بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

تقریب آمین

اس کے بعد ایک بچی کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔ بعدازاں لجنہ اور بچیوں کے مختلف گروپس نے اردو، عربی اور ڈچ زبان میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور ایک بج کر پچپن منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ڈچ مہمانوں کے ساتھ ملاقات

پروگرام کے مطابق پانچ بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ڈچ مہمانوں کے ساتھ شرکت کے لئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ہالینڈ کے مختلف شہروں سے آنے والے ڈچ مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو ڈاکٹر ایمن عودہ صاحب نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

✿...... بعدازاں علاقہ نن سپیٹ (Nuns Peet) کے میئر D.H.A.Van Hemmen نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

”ہمارے ملک میں چرچ اور گورنمنٹ الگ الگ اپنے دائرہ کار میں سرگرم عمل ہیں اور ایک دوسرے کے کام میں دخل نہیں دیتے۔ ہمارے ملک میں ہر ایک کو مذہبی آزادی ہے۔ ہم ایک دوسرے کے مذہب کا عزت و احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر فتوے نہیں لگاتے۔ ہم ایک خوبصورت ملک میں رہتے ہیں اور ہمارا شہر بھی بہت خوبصورت ہے۔ ہم آزادی ضمیر پر یقین رکھتے ہیں۔ مَیں آپ سب کو اس جلسہ کی مبارکباد دیتا ہوں اور آپ سب کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں“۔

......میئر کے ایڈریس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr. Harry Van Bommel نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا:

''ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کریں۔ ایک دوسرے کو برداشت کرنا ضروری ہے۔ ہالینڈ میں بھی بعض لوگ برداشت کی حدوں کو تجاوز کرتے رہتے ہیں۔ آج کی دنیا میں مذہبی لوگ انتہا پسندوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ دنیا کے عیسائی ملکوں میں اور مسلمان ملکوں میں اپنے مذاہب کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔

موصوف نے کہا کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ممبران پر بہت ظلم روا رکھا جارہا ہے۔ مجھے پاکستان جانے کا بھی موقع ملتا رہتا ہے اور وہاں کی حکومت سے پاکستانی احباب کے حقوق کے بارہ میں آواز اٹھانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ مَیں آج خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں اس جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ آخر پر آپ سب کو اس جلسہ کے موقع پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

بعد ازاں پانچ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ اس کا اردو میں مفہوم اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز مہمانان کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور سلامتی نازل ہو۔ آج یہاں کی احمدیہ مسلم کمیونٹی کے نیشنل صدر نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ سے جو ہمارے دوست ہیں مخاطب ہوں۔ اصل میں یہ پہلا موقع ہے کہ مَیں ہالینڈ میں ایسے احباب سے براہِ راست مخاطب ہوں جو کہ ہماری کمیونٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب یہاں پر یہ امید لے کر آئے ہوں گے کہ مَیں آپ کے سامنے اسلام کی اصل تعلیمات پیش کروں، اور میری تقریر بنیادی طور پر اسی موضوع پر ہوگی۔ تاہم اصل مضمون کی طرف آنے سے قبل مَیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ہماری دعوت قبول کرتے ہوئے اس تقریب میں شامل ہوئے ہیں۔ اس شکریہ کا اس لحاظ سے بھی جواز ہے کہ آپ لوگ مختلف مذاہب سے تعلق ہونے یا مختلف عقائد رکھنے کے باوجود اس تقریب میں شرکت کررہے ہیں۔ میرے آپ کا شکرگزار ہونے کی ایک اور خاص وجہ یہ بھی ہے کہ چند سالوں سے ہالینڈ میں ایک خاص گروہ اسلام کی ایک بھیانک ترین شکل پیش کررہا ہے اور آپ لوگوں نے ایک ایسی تقریب میں شامل ہونے کی حامی بھری ہے کہ جس کا انعقاد ایک مسلمان گروہ نے کیا ہے اور اس لئے آئے ہیں کہ آپ مسلمانوں کا بھی موقف سنیں، اور یہ بات درحقیقت اس چیز کی نشاندہی کرتی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ آپ لوگ برداشت کے اعلیٰ معیار رکھتے ہیں اور کھلے دل و دماغ کے مالک ہیں۔ آپ لوگوں نے ثابت کیا ہے کہ آپ لوگ واقعی منصفانہ اور کھری سوچ رکھتے ہیں جس کے تحت بدنیتی پر مبنی افواہوں اور پروپیگنڈا پر انحصار کرنے کی بجائے آپ نے ارادہ کیا ہے کہ آپ لوگ خود آکر دیکھیں اور حقیقت کی جانچ کریں۔ مَیں اس کے لئے آپ کا معترف ہوں کیونکہ یہ ایسی اقدار ہیں جو انصاف کو قائم کرتی ہیں اور جو امن، حفاظت اور مفاہمت کی بنیاد رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ اندھا دھند افواہوں اور سُنی سُنائی باتوں پر یقین نہ کریں بلکہ کسی بھی رائے کو قائم کرنے سے پہلے سُنی ہوئی بات کی مکمل تصدیق کرنی چاہئے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا اور ہر سُنی سنائی بات پر بغیر تحقیق کے یقین کرے تو اس سے غلط فہمیاں اور شکایات پیدا ہوسکتی ہیں اور پھر یہ غلط فہمیاں، بدامنی اور جھگڑوں پر منتج ہوسکتی ہیں۔ اس لئے یہ جو بظاہر چھوٹی اور معمولی سی بات ہے حقیقت میں یہ معاشرہ کا امن برباد کرسکتی ہے۔ اس تمام پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے میں انتہائی خوش ہوں کہ آپ آج یہاں تشریف لائے ہیں اور آپ کا یہاں آنا آپ کے اعلیٰ اخلاقی معیار کی عکاسی کرتا ہے۔ اس لئے میرا یہ اولین فرض ہے کہ ایسا مثبت ردعمل ظاہر کرنے پر میں اپنے دلی جذباتِ تشکر آپ کو پیش کروں۔ اوران مختصر الفاظ کے بعد میں مختصر طور پر آپ کے سامنے اسلام کی سچی تعلیمات بیان کرتا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر سچے مسلمان کے لئے بانیِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہبر اور رہنما ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں تمام اخلاقی تعلیمات ایسی باریکی اور گہرائی سے بیان کیں کہ زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا پہلو بھی ان سے باہر نہیں رہا۔ بظاہر یہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہ حقیقت میں ایک ہم آہنگ معاشرہ کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ نصیحت کی کہ ہمیشہ اچھا سلوک کرنے والے کا شکریہ ادا کریں اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرتا اور جو خدا کا شکر ادا نہیں کرتا وہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل بھی جذب نہیں کرسکتا۔ اگر ایک مسلمان محض خدا تعالیٰ کے فضلوں کو پانے کی نیت اور امید سے نیکی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اس کا ہر عمل درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ اسلام تمام مسلمانوں سے دو ہی اصولوں کی پاسداری چاہتا ہے۔ پہلا یہ کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور دوسرا یہ کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کئے جائیں۔ یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ یہ دونوں مقاصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ جب ایک شخص کا دل پاکیزگی، نیک نیتی اور اچھے کام کرنے کی خواہش کی آماجگاہ ہو۔ خدا تعالیٰ اپنی مخلوق سے بے انتہا پیار کرتا ہے اور اس پیار کی ایک مثال یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ تمام لوگ ایک دوسرے سے باہمی محبت، الفت اور عزت سے پیش آئیں تاکہ وہ خدا تعالیٰ کے انعامات اور فضائل حاصل کرسکیں۔ اپنی مخلوق کے لئے خدا تعالیٰ کی اس محبت کی سب سے اعلیٰ مثال وہ کامل اور بے مثل رہنمائی ہے جو قرآنِ کریم کی صورت میں اس نے تمام بنی نوع انسان کے لئے نازل فرمائی۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ذکر کیا ہے جو ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو یہ بھی حکم صادر فرمایا ہے کہ وہ ہر حال میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہاں مَیں ایک بات کی وضاحت کردوں کہ نہ ہی قرآنِ کریم نے اور نہ ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ انہیں صرف مسلمانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام انسانوں تک بغیر کسی تفریق مذہب وعقیدہ کے وسیع ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں کے لئے ہی رحمت بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ تمام جانوروں اور جاندار چیزوں کیلئے بھی رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ اگر ایک شخص کو خاص طور پر بھیجا ہی اس لئے گیا ہو کہ وہ محبت والفت کا منبع ہو اور تمام دنیا سے درگذر کا سلوک کرے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی اس کی تعلیمات کسی فردِ بشر کے لئے نقصان یا تکلیف کا باعث ثابت ہوں۔ اور اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ اس شخص کے اعمال اور افعال کسی بھی صورت میں کسی کے حقوق پامال کرنے والے یا کسی بھی طور نقصان کرنے والے ہوں۔

اس کے برعکس لازم ہے کہ ایسا شخص جو یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ دوسروں سے شفقت اور رحمت کا سلوک کرے وہ لوگوں کو فائدے پہنچانے کے لئے خود سخت تکلیف اور غم برداشت کرے۔ بالکل ایسا ہی ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیاتِ طیبہ کو پاتے ہیں۔ اور اس میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل صرف اور صرف ان تعلیمات پر مبنی تھا جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئیں۔ یہاں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ غیر مسلم اسلام کو سچا یقین کریں یا نہ کریں، یقیناً ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ نبوت کا سلسلہ جو خدا تعالیٰ نے جاری کیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اپنے تمام نقطہء کمال تک پہنچ گیا۔ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری تشریعی نبی مانتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ تعلیم جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ کریم کی صورت میں وحی کی گئی، آخری اور کامل تعلیم ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہدایت جو قرآنِ کریم بیان کرتا ہے وہ عالمگیر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے گزشتہ انبیاء کی تاریخ پر ایک سرسری سی نظر دوڑائیں تو ہم دیکھیں گے کہ وہ لوگ اور قومیں جنہوں نے انبیاء کا انکار کیا بالآخر ہمیشہ وہی خدا تعالیٰ کی سزا کے مورد ٹھہرے اور یہ بھی کہ وہ ایسی سزائیں مختلف طریق سے وارد کی گئیں۔ بعض طاقتیں اور قومیں اسی زندگی میں تباہ کی گئیں اور بعض ہمارے عقیدہ کے مطابق آخرت میں خدا تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ اسی طرح جب اسلام کی تعلیم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی، تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی یقین تھا کہ وہ لوگ بھی جنہوں نے نہ صرف اس تعلیم کا انکار کیا بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مخالفت اور ان پر مظالم ڈھانے میں ہر حد پھلانگ گئے، وہ اسی دنیا میں یا پھر آخرت میں خدا کے غضب کے وارث ٹھہریں گے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت تھے، اور اس کا مطلب ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل پریشان اور بیتاب رہتے کہ بنی نوع عذابِ الٰہی سے بچ جائے اس لئے سارا دن اسلام کی راہ میں انتھک محنت کرنے کے بعد عملی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاناغہ رات بھر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے رہتے اور التجائیں کرتے رہتے کہ لوگ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے چینی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست وحی میں مخاطب کیا جیسا کہ قرآنِ کریم بیان کرتا ہے کہ: ''کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔'' (الشعراء آیت 4)

یہ آیت بڑی خوبصورتی سے انسانیت کے لئے اُس بیمثال محبت اور رحم کا اظہار کرتی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جاگزیں تھی۔ یہی محبت تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ لوگ اپنے خالق کو پہچان سکیں اور یہ کہ لوگ ہر قسم کی بت پرستی اور شرک کے عقائد کو چھوڑ دیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید خواہش تھی کہ انسان یہ یقینِ محکم رکھتا ہو کہ تمام قوتوں کا سرچشمہ خدائے واحد ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش اس لئے تھی کہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کریں گے وہ خدا تعالیٰ کے غضب کے وارث ٹھہریں گے۔ اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ غم زدہ حالت دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی تاکید کی کہ وہ ایسا نہ کریں کہ اس غم میں فنا ہی ہوجائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف پیغام پہنچانے، نصیحت کرنے اور لوگوں کی خدا کی طرف رہنمائی کرنے کا کام سونپا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بھی تاکید کی گئی کہ ہدایت دینے والی صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے، وہ جسے چاہتا ہے سچائی کی طرف ہدایت دیتا ہے لہٰذا اسلام قبول کرنے کا آخری مرحلہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی عبور کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم

کی سورۃ بقرہ آیت 257 میں دوٹوک الفاظ میں بیان فرمادیا ہے کہ ’’دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔‘‘ اس لئے اسلام کے مطابق تمام لوگوں کو کسی بھی مذہب کے اختیار کرنے یا نہ کرنے کا پورا حق ہے کیونکہ یہ خدا اور انسان کے آپس کا معاملہ ہے۔ اسلام نہ تو دینی معاملات میں جبر کی تعلیم دیتا ہے اور نہ ہی اسلام جبر کے ذریعے پھیلا ہے، جیسا کہ اکثر اسے غلط الزام دیا جاتا ہے۔ اسلام بڑے دوٹوک الفاظ میں یہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی کو بھی کوئی مذہب اختیار کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کسی شخص کو کوئی مذہب اختیار کرنے کے لئے طاقت استعمال کرتے ہوئے مجبور کیا گیا ہو اور دل میں اس کے سچا ہونے کا یقین نہ ہو، تو جب بھی کوئی موقع میسر آئے گا تو ایسا شخص فوراً اس مذہب کو چھوڑ دے گا۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ دلوں اور ذہنوں کو طاقت کے ذریعے کبھی بھی فتح نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر ہم ابتدائی مسلمانوں کے مثال لیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اپنے ایمان اور اسلام کی خاطر عظیم قربانیاں دیں۔ ابتدائی مسلمانوں کی اکثریت یا تو بہت غریب لوگ تھے یا پھر غلام تھے اور اسلام قبول کرنے کے باعث انہیں ہولناک ظلم وستم برداشت کرنا پڑے لیکن وہ کبھی بھی کفر کی طرف نہ لوٹے اور نہ کبھی ایمان چھوڑا۔ اگر ہم ابتدائی دورِ اسلام کا مزید جائزہ لیں تو ہم دیکھیں گے کہ مکہ میں مشکلات اور مظالم کے ایک طویل عرصہ کے بعد وہ مدینہ ہجرت پر مجبور کر دیئے گئے۔ اگر مذہبِ اسلام ان کے دلوں میں رچ بس نہ گیا ہوتا اور اگر اس کی صداقت پر ان کا ایمان پختہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ایسی مشکلات اور مصائب کو برداشت کرتے اور اس کی خاطر اپنے وطن کو خیر باد کہہ دیتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہجرت کے بعد مسلمانوں کی حالت، جنہیں مکّہ میں سنگین مخالفت کا نشانہ بنایا گیا تھا، نمایاں طور پر بہتر ہو گئی اور ان کی تعداد بھی بڑھنا شروع ہوگئی۔ ہجرت کے بعد کے اس دور کے متعلق اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ چونکہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کی حالت بہتر ہوگئی اس لئے مسلمانوں نے کافروں کے خلاف جنگ وجدل کا فیصلہ کیا۔ تاہم اس الزام کی کوئی بھی بنیاد نہیں ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں اور یہ صرف مخالفینِ اسلام کے جھوٹے پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں کے مدینہ ہجرت کے بعد جو سب سے پہلی جنگ ہوئی وہ غروۂ بدر تھی۔ تمام تاریخی واقعات اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ اس وقت جو مسلمانوں کو میسر تھا وہ غیر مسلموں کی فوجی صلاحیت کے مقابل پر کچھ بھی نہ تھا۔ مسلمانوں کی فوج کفار کی فوج کے ایک تہائی سے بھی کم تھی۔ اس کے علاوہ کفار کو ہتھیار اور جنگی ساز وسامان وافر تعداد میں میسر تھا جبکہ مسلمانوں کے پاس اپنے دفاع کے لئے صرف چند تلواریں اور تیر تھے۔ یہ الزام بھی سراسر غلط ہے کہ اس جنگ کا آغاز مسلمانوں کی طرف سے ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ جنگ مسلط کی گئی تھی۔ وہ کفار جنہوں نے مسلمانوں کو مکّہ سے نکلنے پر مجبور کیا تھا، انہوں نے مدینہ میں بھی ان کو امن سے جینے نہ دیا اور اس مخالفت میں وہ مسلمانوں کی دہلیز تک آپہنچے اور شدید حملہ کیا۔ مسلمانوں کے دل اس قدر پختہ ایمان اور یقین سے پُر تھے کہ انہوں نے انتہائی بے خوفی اور بے مثال بہادری سے اپنا دفاع کیا۔ یہ بہادری اور ایمانی حالت ظاہر کرتی ہے کہ انہیں زبردستی مسلمان نہیں بنایا گیا تھا بلکہ ان کا ایمان درحقیقت سچا تھا۔ وسائل اور افرادی قوت میں ایک بڑے خلا کے باوجود مسلمانوں نے ایک بڑی فتح پائی اور یہ فتح ایک عظیم الشان نشان تھا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت ان کے ساتھ تھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ یہ جنگ ایک دفاعی جنگ تھی اور یہ جنگ خدا تعالیٰ کی طرف سے جوابی حملہ کی اجازت کے بعد ہی ہوئی۔ اور وہ وجہ جس کے باعث یہ اجازت دی گئی قرآنِ کریم میں ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ: ’’اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقینا اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقینا اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔‘‘

(الحج آیت 41،40)

حضور نے فرمایا کہ ان آیات کو سن کر آپ اس بات کو محسوس کریں گے کہ قرآنِ کریم میں دفاعی جنگوں کی اجازت صرف مسلمانوں کی حفاظت کے لئے نہیں دی گئی بلکہ حقیقت میں اس اجازت کے تحت مسلمانوں کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ تمام دیگر مذاہب کے معابد کی حفاظت کریں۔ یقینا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدہ کے زمانہ میں جب تک اسلام اپنی اصل شکل میں قائم رہا کبھی بھی مسلمانوں نے کسی جنگ کا آغاز نہ کیا۔ اور جہاں بھی وہ جنگ پر مجبور کئے گئے وہاں انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جنگی قوانین کے متعلق سخت ہدایات دی گئیں۔ مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جنگ کے دوران کوئی بھی گرجا یا کسی بھی مذہب کی عبادتگاہ تباہ نہیں کی جائے گی۔ یہ ہدایت کی گئی کہ کسی بھی پادری یا کوئی اور مذہبی شخصیت کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ یہ ہدایت دی گئی کہ کوئی عورت، بچہ یا بوڑھا تکلیف نہ دیا جائے۔ یہ ہدایت دی گئی کہ کوئی بھی مسلمان کسی ایسے فرد پر حملہ نہیں کرے گا جو کہ پہلے حملہ نہیں کرتا یا جو پہلے تلوار نہیں اٹھاتا اور یہ ہدایات صرف انسانوں کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تھیں۔ جیسا کہ ہدایت تھی کہ جنگ میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کوئی فصل تباہ کی جائے۔ اور یہ تمام ہدایات قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کے مطابق ہیں۔ یہ حقیقی اسلام تھا اور یہی حقیقی اسلام ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آجکل ہم اس تعلیم کی واضح خلاف ورزی دیکھتے ہیں کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں اندھا دھند فائرنگ کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گنجان آباد شہر اور قصبات کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور معصوم سویلین افراد ہلاک ہو رہے ہیں اور ان کے گھر تباہ ہو رہے ہیں۔ ان خلاف ورزیوں نے ماحول کو بھی نہیں چھوڑا اور ہم دیکھتے ہیں کہ درخت اور فصلیں تباہ کی جارہی ہیں۔ یہ جو مَیں نے سب بیان کیا ہے اس کے بعد کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو انتہا پسندی اور دہشتگردی کو فروغ دیتا ہے؟ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مکّہ کے ابتدائی مسلمانوں پر بے انتہا مظالم ڈھائے گئے۔ مَیں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں جو کہ ایک لوہار کے متعلق ہے جو کہ مخالفینِ اسلام میں سے تھا۔ یہ جان کر کہ اس کا غلام مسلمان ہو گیا ہے۔ اس لوہار نے اس غلام کو انتہائی ہولناک اذیت پہنچائی۔ وہ لوہار اپنے غلام کو بارہا دہکتے کوئلوں پر ڈالتا اور یہ صرف اس وجہ سے کہ وہ غلام یہ کہتا تھا کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اس غلام کو زبردستی کوئلوں پر اتنے لمبے دورانیہ تک رکھا جاتا کہ کوئلے بھی اس کی جلد کے پگھلنے سے بجھ جاتے۔ اس قسم کی سنگین بربریت کے باوجود بھی جب فتح مکّہ ہوئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کی بے مثال تاریخ رقم کرتے ہوئے ان سب کو معاف فرما دیا جنہوں نے بہت سالوں تک مسلمانوں کو بُری طرح اذیت دیئے رکھی۔ یہ معافی غیر مشروط طور پر دی گئی قطع نظر اس کے کہ کوئی اسلام قبول کرے یا نہ کرے۔ وہ واحد شرط جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی وہ یہ تھی کہ یہ لوگ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔ رحمت اور شفقت کی یہ لاجواب مثال اس قدر حیرت انگیز تھی کہ اس نے باقی ماندہ دشمنانِ اسلام کے دل جیت لئے۔ یہ آنحضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات ہیں۔

افسوس کے ساتھ مَیں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل بعض مسلمان گروہ اس طور پر اسلام کی تصویر پیش کر رہے ہیں جو کہ ان تعلیمات سے سراسر مختلف ہے اور اسی طرح بعض مسلمان ممالک بھی اپنی پالیسیز اور اعمال میں ان اصل تعلیمات کی پاسداری نہیں کر رہیں۔ لیکن اس کا الزام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآنِ کریم پر نہیں دیا جاسکتا۔

ہم احمدی مسلمان ان حقیقی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مستقبل میں روحانی طور پر ایک سیاہ دور آئے گا جب مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہوگی۔ مزید آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس دور میں اللہ تعالیٰ مسیحِ موعود علیہ السلام اور مہدی معہود علیہ السلام کو ظاہر فرمائے گا۔ اسے دنیا میں دوبارہ سے اسلام کی اصل تعلیمات زندہ کرنے کی غرض سے بھیجا جائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید یہ بھی تاکید فرمائی تھی کہ جب وہ شخص آجائے تو تمام مسلمان اس کو تسلیم کریں۔ ہم احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس مسیحِ موعود و مہدی معہود کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ دراصل بانیِ جماعت احمدیہ کی ذاتِ اقدس ہی ہے جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے اسلام کی حقیقی اور اصل تعلیم پر عمل کیا اور یہ انہی کی ہدایت کا نتیجہ ہے کہ ہماری جماعت یعنی احمدیہ مسلم جماعت دنیا بھر میں محبت، رحمت اور امن کا پیغام پھیلا رہی ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود وہ مقاصد بیان فرمائے ہیں کہ جن کے حصول کے لئے انہیں بھیجا گیا تھا، آپ فرماتے ہیں کہ ان کے بھیجے جانے کا بنیادی مقصد بنی نو انسان کو خدا کے قریب لانا ہے اور انسانوں کی توجہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف دلانا ہے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مقصد کے لئے بھی بھیجا گیا کہ وہ تمام مذہبی جنگوں کا خاتمہ کریں اور اسلام کی سچی تعلیمات یعنی محبت، الفت، امن اور سچی انسانی اقدار کا قیام کریں گے۔ اسلئے ہم احمدی تمام دنیا میں خاص ان تعلیمات کو فروغ دیتے ہیں۔ جب کوئی مخالفِ اسلام ہماری مقدس کتاب قرآنِ کریم یا ہمارے مقدس نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بناتا ہے یا ان پر غلط اور بے بنیاد الزامات لگاتا ہے، تو یہ طبعی طور پر ہمارے طبائع پر اثر کرتا ہے، ہمارے جذبات کو بری طرح مجروح کرتا ہے اور ہمیں تکلیف دیتا ہے۔ مزید برآں متفرق فرقوں سے دیگر اور بہت سے مسلمان بھی ہیں جنہیں ان پریشان کُن اقدامات کی وجہ سے شدید ٹھیس پہنچتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جماعتِ احمدیہ کے نقطہ نظر سے مَیں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم کبھی بھی غلط یا نامناسب رویہ اختیار نہیں کرتے اور کبھی بھی بدلہ لینے کا خیال دل میں نہیں لاتے۔ ہم کبھی بھی قانون کو ہاتھ میں نہیں لیتے۔ اس کی بجائے ہم اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اس طرح سے ہم اپنے مذہب کے بارے میں اٹھنے والے تمام شکوک وشبہات دور کرتے ہیں۔ دُکھ کی بات ہے کہ بعض اسلامی گروہ اور بعض انفرادی حیثیت میں مسلمان بالکل غلط طریق پر اپنے اشتعال کو ظاہر کرتے ہیں، جوابی کاروائی کرتے ہیں اور بدلہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح معاشرہ میں بدامنی کا باعث بنتے ہیں۔ مَیں آج اس تقریب کے ذریعے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا احترام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور مَیں آپ سب سے بھی درخواست کرتا

ہوں کہ آپ ہماری ان کوششوں میں ہماری مدد کریں تا کہ ہم اس اہم مقصد کو حاصل کر سکیں۔ ہمیں لازمی طور پر معاشرہ میں امن اور مفاہمت کو فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کا متبادل یہ ہوگا کہ نفرت اور تنازعوں کی یہ سلگتی آگ بھڑکتی رہے گی اور بالآخر تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اور یہی میری دعا اور خواہش ہے کہ آپ سب پورے معاشرہ میں محبت، الفت، مفاہمت اور بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے ہماری مدد کریں۔ مَیں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے حلقہ اثر میں ایک دوسرے کی عزت وتکریم کرنے کی اہمیت کو اجاگر کریں کہ یہی وہ واحد راہ ہے جس کے ذریعے سے ہم دنیا کو آنے والی تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی غالب اکثریت میں بدامنی اور مایوسی بہت حد تک رجحان پا چکی ہے۔ اگر اس کو جاری رہنے دیا گیا تو یہ تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ اور ایسی جنگ کا حتمی نتیجہ ایک بھاری تباہی ہے۔ ایسی تباہی کہ ہم نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی۔ اللہ دنیا کی حالت پر رحم کرے۔ اور کاش کہ تمام بنی نوع انسان خداتعالیٰ کے حقوق ادا کرنے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت کو سمجھے۔ کیونکہ یہ وہ واحد راستہ ہے کہ جس کے ذریعے سے دنیا اس عظیم الشان تباہی سے بچ سکتی ہے۔

آخر پر مَیں ایک مرتبہ پھر تمام مہمانانِ کرام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمت کی اور اپنے اوقات میں سے وقت نکال کر ہمارے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہترین صلہ دے۔ بہت شکریہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر 55 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبر پارلیمنٹ Mr. Harry Van سے گفتگو فرمائی۔

آج کی اس مجلس میں مجموعی طور پر 135 ڈچ مہمان شامل ہوئے۔ جن میں ممبر پارلیمنٹ Mr. Harry Van Bommel، نن سپیٹ کے میئر Van Hammen، Almere شہر کی سٹی کونسل کے دو ممبر Mr. Frans Mulckhuijse اور Mrs. Saba Sarfaraz، Drunen شہر کی سٹی کونسل کے ممبر Mr. Peter Van Elshout، رومانیہ کی ایمبیسی کے منسٹر کونسلر Itefan Porojan، روانڈا (Rawanda) کی ایمبیسی کے منسٹر کونسلر Guillaume Kavaruganda، Amstelveen شہر کی پبلک لائبریری کے ڈائریکٹر Mr. Pieter Van Dijk شامل تھے۔

اس کے علاوہ آنے والے ان مہمانوں میں پروفیسرز، ٹیچرز، جرنلسٹ، وکلاء، ریفیوجی آرگنائزیشن کے نمائندے، فری میسن کے دو نمائندے۔ بزنس مین، سکھ کمیونٹی کے نمائندے اور بینن، ترکی اور مراکش سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

ہالینڈ کے نیشنل اخبار روزنامہ "Trouw" نیشنل اخبار "Reformatorisch Dagblad" اور ھیگ کے اخبار "Leidschedagblad" کے نمائندے بھی اس تقریب کو پرنٹ میڈیا میں کوریج دینے کے لئے موجود تھے۔

ہالینڈ کے نیشنل اخبار کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو

اس تقریب کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں اخبار "Reformatorisch Daglad" کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو لیا۔

✿...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے اور اس نے آخری دنوں میں دوبارہ آنا ہے جبکہ احمدی کہتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی شکل میں آچکا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ آخری دن کب ہوگا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ہر چیز خراب ہو جائے گی، مذہب میں بگاڑ پیدا ہوجائے گا اور اصل تعلیمات بھلا دی جائیں گے تو ان کو ریفارم کرنے کیلئے، دین کے احیائے نو کیلئے مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی ہوگی اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ پرانا مسیح نہیں آئے گا بلکہ اس کا مثیل ہو کر نیا مسیح آئے گا اور وہ آچکا ہے اور قادیان (انڈیا) سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ جس مسیح کا تم انتظار کر رہے ہو وہ مَیں ہی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ خدا کا قانون ہے کہ جو مرجائے وہ دوبارہ نہیں آسکتا۔ حضور نے فرمایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا تو اس وقت کے یہود نے آپؑ پر اعتراض کیا تھا کہ ہم تو ایلیا نبی کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ سے پہلے تو ایلیا نبی نے آنا تھا اور آپ کی بعثت ثانی ہونی تھی۔ تو اس پر حضرت عیسیٰؑ نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ جس ایلیا کا تم انتظار کر رہے ہو وہ یحییٰ علیہ السلام کی صورت میں آچکا ہے۔ چاہو تو تم مانو، چاہو تو نہ مانو۔

✿...... جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ لکھو کھہا لوگوں کے لیڈر ہیں کیا آپ پر کام کا پریشر ہوتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں پریشر تو ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ طاقت اور قوت دیتا ہے۔ اُسی کی مدد اور نصرت سے اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یورپ کے ایک سیاستدان سے بات ہورہی تھی۔ جب مَیں نے اسے بتایا کہ مَیں ہر جمعہ کو خطبہ دیتا ہوں جو قریباً ایک گھنٹے کا ہوتا ہے۔ کہنے لگا کہ یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ صرف خطبہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ایسے مضامین اور باتیں بیان کی جاتی ہیں جو عقل والی ہوں، لوگوں کی رہنمائی کرنے والی ہوں اور ان کے مسائل اور مشکلات حَل کرنے والی ہوں۔ اور ہر ایک کے لئے اس میں رہنمائی موجود ہو۔ پھر یہ خطبہ ساری دنیا میں Live نشر ہوتا ہے۔

✿......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف خداتعالیٰ کا نبی بغیر گناہ کے ہوتا ہے۔

✿......ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ ہم آپ کی اتباع کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جتنا آپؐ کے قریب ہوں۔

✿...... ہالینڈ میں ہونے والے الیکشن کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ فیصلہ تو ہالینڈ کے لوگ ہی کریں گے۔ لیکن جو لوگ دوسرے مذاہب کی عزت نہیں کرتے اگر وہ پاور میں آجائیں تو پھر سوسائٹی میں، معاشرہ میں بے چینی پیدا ہوگی اور معاشرہ کا امن تباہ ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ ہر ایک کی عزت کی جائے اور ہر ایک سے محبت و پیار اور اخوت کا سلوک ہو۔

✿......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جونن سپیٹ کا علاقہ ہے یہ بائبل بیلٹ کہلاتا ہے۔ یہاں مذہبی خیالات والے لوگ آباد ہیں۔ تو اس ایریا سے کتنے فیصد لوگ چرچ جاتے ہیں۔ تو اس پر جرنلسٹ نے کہا قریباً پچاس فیصد ایسے ہیں جو چرچ جاتے ہیں۔ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ریگولر نہیں جاتا بلکہ کرسمس کے موقع پر جاتا ہے یا سال میں کوئی خاص تقریبات ہوں تو جاتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا بالکل ایسے ہی ہے جیسے بعض مسلمان سال میں صرف عید کے موقع پر مسجد آتے ہیں۔ تو یہی مذہبی بگاڑ ہے۔ ضرور تھا کہ اس زمانہ میں مصلح آئے تو ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جو مصلح، ریفارمر آنا تھا وہ آچکا ہے۔

حضور انور نے جرنلسٹ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مسیح کی آمد ثانی کی جو بھی علامات تھیں وہ تو سب پوری ہو چکی ہیں۔ یہی اس کے آنے کا وقت اور زمانہ ہے۔ اب اس کو آنا چاہئے تھا۔ اگر نہیں آتا تو آپ لوگوں کو سوچنا چاہئے۔ اس پر جرنلسٹ خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

ممبر پارلیمنٹ آنریبل Harry Van Bommel اور لوکل کونسل المیرے (Almere) کے وفد کی حضور انور سے ملاقات

اس انٹرویو کے بعد ممبر پارلیمنٹ آنریبل Mr.Harry Van Bommel حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے دفتر آئے۔

✿......ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ آج اس پروگرام میں المیرے (Almere) سے بڑا وفد آیا ہے۔ جس میں ممبر پارلیمنٹ کے علاوہ سوشلسٹ پارٹی کے سٹی کونسلرز بھی آئے ہیں۔ المیرے وہ شہر ہے جہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کی ایک نئی مسجد تعمیر ہونی ہے۔ کونسل نے جگہ کی منظوری دے دی ہے۔

✿......حضور انور نے ممبر پارلیمنٹ کے دریافت کرنے پر بتایا کہ ایک سال کے اندر انشاء اللہ العزیز مسجد کی تعمیر شروع ہوجائے گی۔

✿......ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ اس سال ستمبر میں ہالینڈ میں پارلیمنٹ کے الیکشن ہیں۔ جو اس وقت جائزے لئے جا رہے ہیں ان میں سوشلسٹ پارٹی کی پوزیشن مضبوط ہے۔ ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ ہم سے یہی ہو رہا ہے کہ ہم ایک سیٹ کے فرق سے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آجاتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کا مطلب ہے کہ اس دفعہ پھر برابر کا مقابلہ ہوگا اور Coalition گورنمنٹ ہوگی۔ اور کوئی بھی واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس پر ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ کسی پارٹی نے انتخابات میں اکثریت حاصل کی ہو اور اپنی حکومت بنائی ہو۔ بلکہ ہمیشہ Coalition حکومت ہی رہی ہے۔ اب اس وقت بھی جو حکومت ہے وہ Coalition ہی ہے۔ اور اس میں تین پارٹیاں لبرل، کرسچین ڈیموکریٹ اور ولڈر کی ہیں۔ اس وقت پارلیمنٹ میں مجموعی طور پر دس پارٹیوں کی نمائندگی ہے۔

✿......ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ موجودہ حکومت بعض کرائسز میں فیل ہوئی ہے جس کی وجہ سے اس کی مقبولیت کا گراف گرا ہے۔ اور لوگ اپنا رویہ ظاہر کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا یوکے میں بھی بعض جگہ کونسل کے انتخابات میں حکومتی پارٹی کنزرویٹو نے اپنی سیٹیں گنوائی ہیں اور ان کی جگہ لیبر پارٹی کامیاب ہوئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا فرانس میں دیکھ لیں کچھ عرصہ قبل سابق صدر سرکوزی پسندیدہ تھا۔ اب چند ماہ میں سب کچھ بدل گیا۔ ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ ہالینڈ میں بھی سب سیاستدان حیران ہیں کہ ایک سال قبل ہم کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔

افغانستان کی جنگ کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا یہ تو ایک گوریلا وار ہے۔ جب آمنے سامنے فوجیں ہوں تو ایک کامیابی حاصل کر لیتی ہے اور جنگ ختم ہوجاتی ہے۔ لیکن یہاں یہ صورت نہیں ہے۔ مقابل پر گوریلا جنگ ہے۔ جو موقع پا کر حملہ کرتے ہیں اور نقصان پہنچا کر چھپ جاتے ہیں جن کا پتہ نہیں چلتا۔ قبل ازیں ویت نام میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

بعد ازاں المیرے شہر کے درج ذیل ممبران نے حضور انور اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

1۔ Mr. Mulck Huijse موصوف کا تعلق سوشل پارٹی سے ہے۔ 2۔ Mrs.Saba Sarfaps ان کا تعلق بھی سوشل پارٹی سے ہے۔ 3۔ مارک واگنز صاحب۔ چیئرمین Recht Groen پارٹی۔ (یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے بدنام زمانہ سیاستدان GeeratWilder کے مقابلہ میں نئی پارٹی بنائی ہے)۔ 4۔ جگدیش سنگھ صاحب۔ ان کا تعلق لوکل

پارٹی الممیر ے Groen Recht سے ہے ۔ 5۔ بھوندر سنگھ صاحب۔ یہ بنیادی طور پر یورپ میں سکھ کمیونٹی کے ایک لیڈر کے طور پر جانے جاتے ہیں اور ایک نامور صحافی ہیں۔اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ ان مہمانوں سے ملاقات کے دوران ممبر پارلیمنٹ .Mr Harry Van Bimmel بھی ساتھ موجود ہے۔

ان سبھی احباب نے باری باری اپنا تعارف کروایا ۔اور کونسل کے ممبران نے الممیر ے(Almere) شہر کے بارہ میں بتایا کہ پچیس تیس سال قبل الممیر ے ایک نیا شہر تعمیر ہوا ہے۔اس سے قبل یہاں سمندر تھا۔اور کسی شہر کا وجود نہیں تھا۔ یہ شہر سمندر کے پانی کو دھکیل کر اور وہاں سے زمین حاصل کر کے اس پر تعمیر کیا گیا۔اس شہر کی آبادی 170 ہزار ہے۔اور یہ شہر سطح سمندر سے تین میٹر نیچے ہے۔

نن سپیٹ کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ یہ سطح سمندر سے گیارہ میٹر بلند ہے۔

......کونسل کی ایک ممبر صبا پرویز صاحبہ نے بتایا کہ ان کا تعلق لاہور سے ہے۔وہ بارہ تیرہ سال قبل اپنی ایک دوست کے ساتھ ربوہ گئی تھیں اور ربوہ دیکھا تھا۔ربوہ شہر پسند آیا تھا ۔ حضور انور نے فرمایا: ربوہ شہر دوسرے شہروں سے مختلف ہے ۔ اگر اب جائیں گی تو بہت تبدیلیاں دیکھیں گی۔ اب ڈویلپمنٹ کے بہت زیادہ کام ہوئے ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ بنا ہے۔ اور بعض دوسری عمارات بنی ہیں۔

......اس سوال کے جواب میں کہ الممیر ے میں مسجد کے لئے جو پلاٹ جماعت احمدیہ لے رہی ہے کیا یہ پلاٹ حضور انور نے دیکھا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ ابھی مَیں نے نہیں دیکھا۔لیکن اس سے قبل جو پلاٹ جماعت لے رہی تھی وہ دیکھا تھا اور بڑی اچھی جگہ تھی۔ مجھے پسند آئی تھی۔اس کے بعد ایک اور پلاٹ بھی زیر غور رہا لیکن وہ مناسب اور موزوں نہیں تھا۔ اب یہ تیسرا پلاٹ ہے جو زیر غور ہے اور بات چیت ہو رہی ہے۔

......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ میرا ہالینڈ کا پہلا وزٹ نہیں ہے۔مَیں ہالینڈ کے تین جلسوں میں شامل ہو چکا ہوں۔اور اس کے علاوہ ہر سال ایک دو وزٹ تو ہالینڈ کے ہو ہی جاتے ہیں۔

......سکھ کمیونٹی کے لیڈر بھویندر سنگھ صاحب نے بتایا کہ وہ جنگ عظیم اول اور دوم کے بارہ میں کتب لکھ چکے ہیں اور اس میں انہوں نے بتایا کہ اس جنگ میں ایک بہت بڑی تعداد میں سکھوں اور مسلمانوں نے شرکت کی تھی اور ہلاک ہونے والوں میں ایک بڑی تعداد سکھوں اور مسلمانوں کی تھی تا کہ ان لوگوں کو اور نئی آنے والی نسلوں کو معلوم ہو کہ ان کے ساتھ سکھ اور مسلمان بڑی تعداد میں ہلاک ہوئے تھے اور ان کے لئے قربانیاں دی تھیں۔

......ایک ممبر نے تیسری جنگ عظیم کے بارہ میں دریافت کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خدا کرے کہ اب ایسا نہ ہو۔لیکن جس طرف دنیا جا رہی ہے امکان ہے کہ یہ ہوگی۔ دوسری جنگ میں صرف امریکہ کے پاس ایٹم بم تھا۔اب تو کئی چھوٹے چھوٹے ممالک کے پاس ہے اور یہ ممالک خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا جو لوگ جنگ کی طرف جا رہے ہیں وہ دوسروں کی Respect نہیں کرتے۔ان کو کسی طرح توجہ دلائی جائے اور باور کروایا جائے کہ یہ سخت تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔اس طرف اپنے قدم نہ بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا دوسری جنگ عظیم تو یہاں یورپین علاقہ میں ہوئی تھی لیکن چائنا اور جاپان شامل ہو گئے تھے ۔اس دفعہ جو جنگ ہوگی وہ ایشین لینڈ، مڈل ایسٹ وغیرہ میں ہوگی اور مغربی طاقتیں اس میں شامل ہوں گی۔حضور انور نے فرمایا اگلے چھ سات ماہ بہت اہم ہیں۔بعد میں ممبر پارلیمنٹ نے بھی حضور انور کی رائے کی تائید کی کہ یہ عرصہ بہت اہم ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ان لیڈروں کو بتائیں کہ جس طرف جا رہے ہیں یہ تباہی کا راستہ ہے ۔مَیں نے بعض لیڈران کو خطوط بھی لکھے ہیں۔اوباما کو بھی خط لکھا ہے۔اس نے میرا خط Receive کر لیا ہے ۔اللہ تعالیٰ اس جنگ سے بچائے ورنہ کوئی چھوٹی سی غلطی بھی اس جنگ کا موجب بن سکتی ہے۔

سات بج کر بیس منٹ پر یہ ملاقات ختم ہوئی۔آخر پر ان مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں نے کھانا کھایا۔اس پروگرام کے اختتام پر آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مہمانوں کے تأثرات

......Mr.Harry Van Bommel نے آج کی تقریب میں شمولیت اور حضور انور سے ملاقات کے بعد بتایا کہ آج کا دن میرے لئے ایک غیر معمولی دن ہے۔ خاص طور پر حضور انور کی مصروفیت کی وجہ سے اس تفصیل سے ملاقات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔لیکن حضور انور نے بہت زیادہ وقت دیا اور تفصیل سے باتیں کیں۔اس نے کہا کہ اب میرا دل بہت مطمئن ہے ۔ مَیں بہت خوش ہوں کہ یہاں آیا ہوں۔اب مَیں پہلے سے بڑھ کر جماعت کے لئے کام کروں گا۔

......Mr. Mark Wegner چیئر مین Groene Rechts نے کہا کہ مَیں نے آج پہلی دفعہ آپ کے اس جلسہ میں اور اس تقریب میں شرکت کی جس میں خلیفۃ المسیح موجود تھے۔ایسی منظم اور آرگنائز تنظیم مَیں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔خلیفۃ المسیح کے خطاب سے ہمیں یہ پیغام ملا ہے کہ اگر دنیا اس پر عمل کرے تو اس میں دنیا کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

......کونسلر Frans Mulck Huijzen نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں بہت زیادہ خوش ہوں کہ آج یہاں آیا ہوں۔ جماعت احمدیہ بڑے آرگنائز طریقے سے کام کر رہی ہے۔جب مَیں حضور سے ملاقات میں سوال کر رہا تھا تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مَیں کیا کہہ رہا ہوں ۔حضور نے آج امن کے حوالے سے جو بتایا ہے اور حضور امن کے لئے جو کام کر رہے ہیں اس نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔مَیں خوش قسمت ہوں کہ مَیں آج اس اہم موقع سے محروم نہیں رہا۔

......Mr. Gudesh Singh جنرل سیکرٹری Groen Rechts الممیر ے پارٹی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں آ کر آپ کی جماعت کو دیکھ کر اور خلیفۂ وقت کو دیکھ کر اور خطاب سن کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

اعلان نکاح وخطبۂ نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور خطبہ نکاح کی مسنون آیات کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ امتہ البصیر انور بنت مکرم فضل الرحمن انور صاحب ہمبرگ جرمنی کا عزیزم منصور احمد مبشر ابن مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ ہے۔

عزیزم منصور احمد مبشر وقف نو ہے اور وقف زندگی ہے۔ بطور مربی اس وقت فرانس میں خدمت سرانجام دے رہا ہے اور یہ مربی کے ہی بیٹے ہیں۔فضل الرحمن انور صاحب مکرم عبدالرحمن انور صاحب کے پوتے اور لطف الرحمن صاحب کے بیٹے ہیں۔ عبدالرحمن انور صاحب مرحوم لمبا عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔لطف الرحمن صاحب نے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں لمبا عرصہ خدمت سرانجام دی ہے ۔عزیزہ امتہ البصیران کی پوتی ہے۔تو یہ دونوں خاندان اس لحاظ سے وہ ہیں جن کے خاندانوں میں جماعتی خدمات چل رہی ہیں۔جن کو موقع ملتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ موقع عطا فرمایا ہے۔

نکاح جو دونوں خاندانوں کے لئے خوشی کا موقع ہوتا ہے۔اس خوشی کے موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ہمیں نکاح کے خطبہ میں تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔آپس کے رحمی رشتوں کو قائم رکھنے اور ان کا لحاظ رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔اگلی زندگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔گویا اس خوشی کے موقع پر انسان کو بتایا گیا ہے، ایک مومن کو بتایا گیا ہے کہ تم اسے دنیاوی خوشی نہ سمجھو بلکہ یہ خوشی تمہیں اس طرف لے جانے والی ہونی چاہئے کہ تم نے کبھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہونا۔جہاں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے ہیں وہاں نئے قائم ہونے والے رشتوں میں بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ جو نئے رشتے قائم ہو رہے ہیں ان میں جو ایک دوسرے کے خاندانوں کے حقوق ہیں وہ لڑکے نے بھی ادا کرنے ہیں اور لڑکی نے بھی ادا کرنے ہیں۔اور ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔

پس ہمارے ہر نوجوان کو اور ہر نوجوان کے ماں باپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نکاحوں سے صرف ذاتی مفادات نہیں حاصل کرنے چاہئیں بلکہ اصل مقصد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہو۔تا کہ جب یہ حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہوگی تو پھر یہی رشتے قائم بھی ہوتے ہیں اور دیرپا بھی ہوتے ہیں اور آئندہ نسلوں میں بھی ان کا اثر قائم رہتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ عزیزم منصور احمد مبشر واقف زندگی ہے اور ایک واقف زندگی کے جو بھی وسائل ہوتے ہیں جو بھی لڑکی کسی واقف زندگی کے نکاح میں آ رہی ہو تو اس کو یہ علم ہونا چاہئے کہ اس نے ان وسائل کے اندر رہتے ہوئے گزارہ کرنا ہے۔یورپ میں رہنے والی لڑکیاں جب کسی واقف زندگی کے نکاح میں آتی ہیں، شادی کرتی ہیں تو ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ یورپ میں رہنے والے واقف زندگی کے لئے ضروری نہیں کہ یورپ میں ہی اس کو رکھا جائے۔کسی بھی دوسرے ملک میں، تیسری دنیا کے ملک میں بھیجا جا سکتا ہے۔اگر نظام جماعت بیوی کو ساتھ بھیجتا ہے تو پھر خوشی سے ان کو ساتھ جانا ہے اور پھر دوسرے یہ کہ اپنی ڈیمانڈ کو اتنا نہ پھیلا لینا جو اس کے وسائل سے باہر ہوں۔ یہ نصیحت صرف وقف زندگی کے لئے نہیں ۔اس کے لئے تو خیر شرط ہے ہی۔ لڑکی کو خیال رکھنا چاہئے ۔لیکن عموماً مَیں نے دیکھا ہے کہ رشتے بعض دفعہ اس لئے ٹوٹ رہے ہوتے ہیں، گھروں میں اس لئے جھگڑے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں کہ لڑکیوں کی ڈیمانڈز بہت زیادہ ہو جاتی ہیں اور بعض دفعہ لڑکیوں کے ساتھ ان کے گھر والے بھی مل جاتے ہیں اور پھر لڑکا ان ڈیمانڈز کو پورا نہیں کر سکتا تو پھر جھگڑوں کی بنیاد پڑتی ہے۔اسی طرح بعض لڑکے بھی لڑکیوں سے ناجائز زیادتی کرتے ہیں۔ان کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔

پس جیسا کہ شروع میں مَیں نے کہا اصل چیز یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے، تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ان رشتوں کو قائم کرنا چاہئے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔اگر یہ بات سامنے رہے گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے رشتے بھی نبھتے رہیں گے ۔نئے قائم ہونے والے جو رشتے ہیں وہ بھی نبھتے رہیں گے، اور آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوں گی۔اللہ کرے کہ یہ رشتہ جو نیا قائم ہو رہا ہے وہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان روایات کو قائم کرنے والا ہو جو ان دونوں گھروں کی، خاندانوں کی ہیں۔یعنی دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی۔ ان چند الفاظ کے بعد مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور نے فرمایا ۔اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔ دعا کر لیں ۔دعا کے بعد عزیزم منصور احمد مبشر صاحب، نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ فرانس اور لڑکی کے والد مکرم فضل الرحمن انور صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ **(باقی آئندہ)**

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 29 جون 2012)

بلاتبصرہ:

سچائی کی فتح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اُس زمانہ میں عرب کی حالت نہایت خراب تھی مکہ کے لوگوں کی اکثریت ان پڑھ تھے اور ان پڑھ ہونے کو فخر جانتے تھے۔کوئی برائی نہ تھی جو ان میں موجود نہ ہو عورتوں کی حالت بہت خراب تھی مرد جتنی چاہے بیویاں رکھ سکتا تھا۔عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ لڑکی کا پیدا ہونا ان کیلئے شرم کا باعث تھا۔ زیادہ تر لوگ اپنی ہی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔شراب اور بدکاری عام تھی۔

اسلام نے آکر ان کو مہذب بنایا علم سکھایا علم کی قدر و قیمت سمجھائی۔عورتوں کو مکمل حقوق عطا کئے۔ عورتوں اور مردوں کو یکساں حقوق دیئے (سورۃ الاحزاب آیت ۳۶) جائیداد میں عورتوں کے حق وراثت قائم کئے (النسآء: آیت ۸) علم سیکھنا مردوں اور عورتوں پر یکساں فرض قرار دیا (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا سخت گناہ قرار دیا۔غربت کے خوف سے بچوں کے قتل کرنے کو سختی سے منع کیا۔(قرآن الانعام آیت ۱۵۲) غلاموں کو آزاد کیا غریبوں سائلوں محروموں معذوروں کے حقوق قائم فرمائے۔جیسا کہ فرمایا **حق للسائل والمحروم** (۵۱:۲۰)

اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ ہر مسئلہ کا صحیح و مناسب اور سائنسی حل اسلام کے پاس ہے۔مگر افسوس ہے کہ آج مسلمان اپنی سنہری تعلیم بھلا چکے ہیں۔ دوسروں کے رنگ میں رنگین ہو چکے ہیں۔حق مہر کی جگہ جہیز جیسے گندے رسوم میں پھنس چکے ہیں۔صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔قرآن کا صرف لفظ باقی ہے۔

آج احمدیت ہی ہے جو اسلام کی سنہری تعلیم کو دنیا میں دوبارہ زندہ کرنے آئی ہے۔اسلام کے ابتدائی اقدار کو دنیا میں قائم کر رہی ہے۔اور اسلام کی آواز کو سماج کے ہر طبقہ تک پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔جس کے نتیجہ میں ایک نئی زمین اور نیا آسمان بن رہا ہے۔

دوسری طرف آج مذہبی دنیا باوجود تعلیم یافتہ ہونے اور سائنسی ترقی سے بہرہ ور ہونے کے اور اپنے آپ کو مہذب کہلانے کے ۱۴۰۰ سال پہلے کے عرب کے غیر مہذب لوگوں سے بھی بدتر ہوتی جا رہی ہے۔اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔مشہور فلم سٹار و پروڈیوسر عامر خان کا پروگرام Satyamey Jayate جو ہر اتوار کو Star Utsav اور Star Plus وغیرہ TV میں ۶رمئی سے نشر کیا جا رہا ہے۔اس میں عورتوں پر ظلم، جہیز کی لعنت، معصوم بچوں سے زیادتی، دھوکہ دہی سائنٹفک طریق پر بچیوں کو ماں کے پیٹ میں زندہ درگور کرنا۔معذوروں کو پورا حق مہیا نہ کرنا وغیرہ موضوع پر تبصرہ، انٹرویو اور حقائق پر مبنی واقعات دکھائے جا رہے ہیں۔ یہ پروگرام اتنے مقبول ہو چکے ہیں کہ ان کا ترجمہ بھی صوبائی زبانوں میں کر کے اسی وقت دکھایا جاتا ہے۔

عامر خان نے اس کو بنانے میں سچ اور دل کو چھونے والے حقائق کو اور معلومات کو اکٹھے کرنے میں نہایت محنت سے کام لیا ہے۔اور بہت سے طبقوں کی مخالفت کا سامنا کیا ہے۔اور ان مسائل کو حل کرنے کے طریقے سمجھائے ہیں۔اور گورنمنٹ سے بھی ان ظلموں کے تدارک کیلئے تعاون کی اپیل کی ہے اور نیک اور پڑھے لکھے مہمانوں کو پروگرام میں مدعو کر کے بہت قیمتی معلومات لوگوں تک پہنچائے ہیں نیز باضمیر لوگوں سے تعاون کی اپیل کی ہے۔اس کے نشر ہو چکے پروگرام یقیناً اس لائق ہیں کہ اس کو غور سے اور سنجیدگی سے دیکھا جائے۔سماج میں ہو رہے ظلموں سے آگاہی ہو۔ یہ پروگرام اس لئے بھی لائق توجہ ہے کہ اس میں پیش کئے گئے مسائل کا صحیح اور دائمی حل اسلام کی روشنی میں احمدیت ہی دنیا کے سامنے رکھ رہی ہے اور عمل کر رہی ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول **کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن** حکمت کی بات مؤمن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہے کی روشنی میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

(صدیق اشرف علی موگرال۔کیرلہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

جاتا ہے وہ وہ لوگ ہیں جن کو حدیث میں انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

(الحکم جلد ۹، ۱۰ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۵) بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۱۹

حضور انور نے فرمایا یہ ہے عالم کی حقیقت اور یہ ہے علما کی خشیت اللہ کا مطلب۔ان اقتباسات میں جہاں حقیقی اور نام نہاد علماء میں فرق ہمیں معلوم ہو گیا وہاں ہماری توجہ اس طرف پھیر دی گئی ہے کہ ہم خشیت اللہ پیدا کریں اور یہ ذمہ داری صرف ایک مخصوص طبقے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنا ضروری ہے پس اس رمضان میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے دروازے کھول دیئے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

قرآن کریم پڑھ کر سن کر ہمیں معرفت کے ان راستوں پر بڑھنا چاہیئے۔حضور انور نے خطبہ جمعہ کے شروع میں جن آیات کی تلاوت فرمائی تھی ان کی مختصر تشریح کرتے ہوئے مومنین کی علامات و نشانیاں بیان فرمائیں۔نیز فرمایا کہ آنحضرتؐ باوجود اس کے کہ خشیت کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھے پھر بھی ہر دم خدا کی خشیت کو مدنظر رکھ کر دعائیں کرتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ فرماتے ہیں۔**یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینك**۔ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم فرما دے۔اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے رقت آمیز دعائیں کیں۔

حضور انور نے فرمایا پس یہ ہے وہ عظیم نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کے سامنے پیش فرمایا۔ آپؐ کی ہر دعا خشیت اور خوف سے لبریز ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمیں فضلوں کو حاصل کرنے والا بنائے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم خشیت کے مضمون کو سمجھتے ہوں۔اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے ہوں۔اللہ کرے کہ یہ رمضان ہمارے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے والا بن جائے۔

❁❁❁

منقولات:

گوگل نے اُٹھایا غائب ہوتی زبانیں بچانے کا بیڑا

گوگل نے دنیا سے غائب ہوئی زبانیں بچانے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔اس کے لئے گوگل نے ماہر لسانیات اور ریسرچ اسکالرز کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔

انٹرنیٹ پاور ہاوس کہی جانے والی گوگل اینڈیجرڈ لینگویج پروجیکٹ کے تحت کام کر رہی ہے۔اس کے لئے ایک ویب سائٹ بنائی ہے۔۔۔اس پر لوگ زبانوں کے بارے میں انہی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ پروجیکٹ مینجر کلارا ریوارو ڈری وتج اور جیسن رج مین نے یہ معلومات دیں۔انہوں نے بتایا کہ گوگل کی اس پہل کے ذریعہ دنیا کی تمام زبانوں کو ایک پلیٹ فارم ملے گا۔ساتھ ہی اُس زبان کی تہذیب کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔

مقصد کیا ہے: فنا ہونے کے دروازے پر کھڑی زبانوں کو تحفظ۔ ۲۔ بزرگوں کے علم کو عزت دینا اور نئی نسل کو اُس سے متعارف کروانا۔

سائٹ میں کیا ہے: ۱۸ویں صدی کے مینوسکرپٹ سے لیکر تعلیم کے موجودہ طور طریقے۔ ۲۔ دنیا کی غائب ہوئی زبانوں کے بارے میں ماہر لسانیات کے مضامین۔ ۳۔ اس پر عام یوزر آڈیو۔ ویڈیو۔ ٹیکسٹ فائیل بھی کر سکتے ہیں آسانی سے اپ لوڈ۔ (بحوالہ دینک بھاسکر مورخہ ۲۳ جون ۲۰۱۲ صفحہ ۹)

مسیحِ وقت کی تصویر کی توہین جس نے کی
خدا اس شخص کو قہرِ ذلالت میں گرائے گا
میرا ایمان ہے ظالم یہ اک دن پکڑا جائے گا
خدا اسکو اسی دنیا میں اک عبرت بنائے گا

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230
ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 16 Aug 2012 IssueNo : 33

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

خشیت الٰہی کی بصیرت افروز تشریح

ہم خشیت کا لفظ عموماً استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس کی روح کا پتہ چل جائے تو نیکی کا معیار بڑھ جائے

علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3؍اگست 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مِّنۡ خَشۡیَۃِ رَبِّہِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ○ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ○ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِرَبِّہِمۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ○وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُہُمۡ وَجِلَۃٌ اَنَّہُمۡ اِلٰی رَبِّہِمۡ رٰجِعُوۡنَ○ اُولٰٓئِکَ یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَہُمۡ لَہَا سٰبِقُوۡنَ○ وَلَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا وَلَدَیۡنَا کِتٰبٌ یَّنۡطِقُ بِالۡحَقِّ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ○

(سورۃ المومنون: ۲۳ آیت ۵۸ تا ۶۲)

جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ○ (سورۃ البینۃ آیت ۹)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو اپنے ربّ کے رعب سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے ربّ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔ اور وہ لوگ کہ جو بھی وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل (اس خیال سے) ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ یقیناً اپنے ربّ کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور وہ اُن میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

ترجمہ: ان کا بدلہ ان کے رب کے حضور میں قائم رہنے والے باغات ہوں گے جن کے تلے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اُس اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہی جزا اس کی شان کے مطابق ہے جو اپنے ربّ سے ڈرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا گذشتہ خطبہ میں رمضان کے حوالے سے باتیں ہوئیں تھیں کہ رمضان سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کیلئے اپنے قول وعمل کی اصلاح ضروری ہے۔ پس میں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں رکھ کر جو روزے رکھے جائیں گے وہ خدا تعالیٰ کا فضل دلواتے ہیں چونکہ رمضان کے تعلق سے بات تھی۔ اس لئے خشیت کو روزہ سے جوڑا گیا تھا۔ ورنہ ہر نیکی جو حقیقی رنگ میں کی جائے وہ خدا کی خشیت دل میں پیدا کرتی ہے حضور انور نے فرمایا ہم خشیت کا لفظ عموماً استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس کی روح کا پتہ چل جائے تو نیکی کا معیار بڑھ جائے اس کے عام معنے خوف کے ہیں بے شک یہ معنے ٹھیک ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا خوف کسی عام ڈر اور خوف کی طرح نہیں ہے اس لئے خشیت کی وضاحت ضروری ہے۔ خشیت میں اس ڈر کے معنے پائے جاتے ہیں جو اس ذات کی عظمت کی وجہ سے پائے جائیں اور خوف میں اس ڈر کے معنے پائے جاتے ہیں جو ڈرنے والے کے اپنے ڈر کی وجہ سے پائے جائیں۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر ۲۹) میں خشیت کو علما کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے اور دوسری جگہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت سے وہ لوگ بھی ڈرتے ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے من یخشی الرحمن بالغیب۔ حضور انور نے فرمایا یہ غیب کا ڈرنا اس وقت آتا ہے جب معرفت الٰہی ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی خشیت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار ہے اور بندے کی کم مائگی کا اظہار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت یہ ہے کہ اس کے بارہ میں یقین ہو کہ ہر چیز اس کی پیدا کردہ ہے اور وہ کامل عزت والا ہے۔

حضور انور نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ کیا ہر عالم کہلانے والا خدا کی خشیت رکھتا ہے؟ آج کل تو ہزاروں عالم ہیں جو قرآن نہیں جانتے اور امام الزمان کے مخالف ہیں۔ پس یقیناً یہ باتیں اس بات کو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں کہ اس آیت میں علما کی تعریف کچھ اور ہے۔ اگر ہر ایک کو عالم سمجھ لیا جائے جو دینی مدرسہ میں عربی تعلیم حاصل کرکے فارغ ہوا ہے یا جس کو عام دنیادار عالم سمجھتے ہیں یا جس نے دنیاوی علم حاصل کیا ہے بڑے بڑے سائنس دان وغیرہ۔ مگر یہ بات بھی غلط ہوگی۔ بعض دنیاوی علوم حاصل کرنے والے خدا تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہیں۔ اس آیت میں حقیقی عالم کی تلاش ہے نہ کہ نام نہاد عالم دین مراد ہیں نہ دنیاوی عالم مراد ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام مکمل دین ہے اور اسلام کا پھیلنا یقینی امر ہے۔ اسلام نام نہاد علماء اور مذہب کے ٹھیکیداروں سے نہیں پھیلے گا بلکہ امن وپیار کی تعلیم کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ پھیلے گا۔ حقیقی اسلام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے سکھایا علماء صرف ایک طبقے کا نام نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دنیا کے ہر انسان کو عالم بنانے کیلئے تشریف لائے تھے۔ آپؐ ہر انسان کو باخدا انسان بنانے کیلئے آئے تھے اور انسان باخدا بن نہیں سکتا جب تک اس میں خدا تعالیٰ کی خشیت نہ ہو۔ اسلام میں آکر تو بڑے بڑے چور ڈاکو ولی اللہ بن گئے اور ان میں خشیت الٰہی پیدا ہوگئی۔

’’حضور انور نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کے متفرق حوالے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء کی خشیت سے کیا مراد ہے اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

اللہ جلشانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اُس کی عظمت اور قدرت اور احسان اور حُسن اور جمال پر علم کامل رکھتے ہیں۔ خشیت اور اسلام درحقیقت اپنے مفہوم کے رُو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مآل اور ماحصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علم عظمت ذات وصفاتِ باری ہے‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۸۵)

نیز فرمایا ’’انسان کی خاصیت اکثر اور اَغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پالیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اِس قاعدہ سے باہر ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۹ حاشیہ)

نیز فرمایا عِلم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (اور اس سے) خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔‘‘

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

پھر فرماتے ہیں ’’عالمِ ربّانی سے یہ مراد نہیں ہوا کرتی کہ وہ صرف ونحو یا منطق میں بے مثل ہو بلکہ عالم ربّانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اُس کی زبان بیہودہ نہ چلے مگر موجودہ زمانہ اِس قسم کا آگیا ہے کہ مُردہ شوتک بھی اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں اور اِس لفظ کو ذات میں داخل کر لیا ہے۔ اس طرح پر اِس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اس کا مفہوم لیا گیا ہے ورنہ قرآن شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں میں یہ صفات خوف وخشیت اور تقویٰ اللہ کی نہ پائی جائیں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

اصل میں علماء عالِم کی جمع ہے اور علم اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے ہوتا ہے۔ مومن کا کمال اور معراج یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہنچے اور وہ حق الیقین کا مقام اسے حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے لیکن جو شخص علومِ حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں اُن پر کھلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے اُن میں پایا نہیں جاتا بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں۔ یہ اپنی آخرت دُخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہیں۔۔۔۔ جن لوگوں کو سچی معرفت اور بصیرت دی جاتی ہے اور وہ علم جس کا نتیجہ خشیت اللہ ہے عطا کیا

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)